Over 190K Followers

01 TO 07 DECEMBER, 2025 ☆☆☆ ۱تا ۷ دسمبر ۲۰۲۵

صارفین سے سرکار تک
چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

کنزیومر واچ

ایڈیٹر: نشید آفاقی

CONSUMER WATCH KARACHI

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

Youth Chamber of Commerce Pakistan
THE LEADERS OF CHANGE
HEC
HIGHER EDUCATION COMMISSION

پاکستان میں بے روزگاری کا سونامی
نوجوانوں کیلئے خطرے کی گھنٹی

سرکاری رپورٹ اعداد و شمار کا گورکھ دھندہ، بے روزگاری میں 7 فیصد نہیں، 25 فیصد تک اضافہ ہوا، یوتھ چیمبر آف کامرس پاکستان کی تحقیق

ڈگری ہولڈر بھی بے روزگار! تعلیمی نظام اور پالیسی سازوں پر سنگین سوالات، 60 فیصد سے زائد نوجوان اپنے مستقبل سے مایوس ہیں

ملک میں ماسٹرز، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگری رکھنے والے 11.9 فیصد افراد بے روزگار، ہائر ایجوکیشن کمیشن کی مایوس کن کارکردگی

گزشتہ ہفتے کے مقبول اسمارٹ فونز کی فہرست جاری

کراچی (کنزیومرواچ نیوز) مقبول ترین اسمارٹ فونز کی فہرست میں ون پلس نے ایک بار پھر اپنی پہلی پوزیشن برقرار رکھی ہے گزشتہ ہفتے کے مقبول ترین اسمارٹ فونز کی فہرست میں ون پلس نے ایک بار پھر اپنی پہلی پوزیشن برقرار رکھی ہے۔ مقبول اسمارٹ فونز کی جاری ہونے والی تازہ ترین فہرست درج ذیل ہے: فہرست کے مطابق ون پلس 15 فائیو جی پہلے، سام سنگ گلیکسی اے 56 دوسرے اور سام سنگ گلیکسی ایس 25 الٹرا تیسرے نمبر پر موجود ہیں۔ شیاؤمی 17 پرومیکس چوتھے، ایپل آئی فون 17 پرومیکس پانچویں، اوپو فائنڈ ایکس 9 پرو چھٹے، سام سنگ گلیکسی اے 17 ساتویں پوزیشن پر ہیں۔ آٹھویں پوزیشن پر شیاؤمی پوکو ایکس 7 پرو، سام سنگ گلیکسی ایس 25 نویں اور ایپل آئی فون 17 دسویں نمبر پر براجمان ہیں۔

اسٹارلنک پر صرف ویب براؤزنگ سے بھی آپ مارس مشن کی فنڈنگ کا حصہ بن رہے ہیں؟

نیویارک (کنزیومرواچ نیوز) یہ بات اگرچہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگی لیکن یہ سچ ہے کہ اسٹارلنک انٹرنیٹ پر صرف ویب براؤزنگ کرنے سے بھی آپ کمپنی کے مارس مشن کو فنڈ دیتے ہیں۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق اسٹارلنک انٹرنیٹ پر صرف ویب براؤزنگ کرنے سے صارفین بالواسطہ اسپیس ایکس کی آمدنی میں اضافہ کرتے ہیں اور اسپیس ایکس اپنی مجموعی آمدنی کا کچھ حصہ اسٹارشپ اور مستقبل کے منصوبوں جن میں مارس مشن بھی شامل ہے، پر خرچ کرتا ہے۔ اس کا طریقہ کار کچھ یوں ہے؛

1) آپ اسٹارلنک انٹرنیٹ استعمال کرنے کیلئے فیس دیتے ہیں۔

2) یہ فیس اسٹارلنک کے آپریشنز اور ترقی پر خرچ ہوتی ہے۔

3) اسٹارلنک کا منافع اور اسپیس ایکس کی مجموعی آمدنی دونوں مل کر کمپنی کے بڑے منصوبوں کو فنڈ کرتی ہیں۔

4) ان بڑے منصوبوں میں مارس مشن بھی شامل ہے جو کمپنی کی ایک اہم ٹیکنالوجی ہے۔ مختصراً یہ کہ اگر آپ اسٹارلنک استعمال کر رہے ہیں تو آپ خود بہ خود اسپیس ایکس کے مارس پروگرام کو سپورٹ کر رہے ہیں۔

گوگل نے اپنے پکسل فونز کیلئے کال ریکارڈنگ فیچر متعارف کرادیا

کراچی (کنزیومرواچ نیوز) مقبول ترین اسمارٹ فونز کی فہرست میں ون پلس نے ایک بار پھر اپنی پہلی پوزیشن برقرار رکھی ہے گزشتہ ہفتے کے مقبول ترین اسمارٹ فونز کی فہرست میں ون پلس نے ایک بار پھر اپنی پہلی پوزیشن برقرار رکھی ہے۔ مقبول اسمارٹ فونز کی جاری ہونے والی تازہ ترین فہرست درج ذیل ہے: فہرست کے مطابق ون پلس 15 فائیو جی پہلے، سام سنگ گلیکسی اے 56 دوسرے اور سام سنگ گلیکسی ایس 25 الٹرا تیسرے نمبر پر موجود ہیں۔ شیاؤمی 17 پرومیکس چوتھے، ایپل آئی فون 17 پرومیکس پانچویں، اوپو فائنڈ ایکس 9 پرو چھٹے، سام سنگ گلیکسی اے 17 ساتویں پوزیشن پر ہیں۔ آٹھویں پوزیشن پر شیاؤمی پوکو ایکس 7 پرو، سام سنگ گلیکسی ایس 25 نویں اور ایپل آئی فون 17 دسویں نمبر پر براجمان ہیں۔

ایکس نے واٹس ایپ کی طرز کا فیچر متعارف کرادیا

لندن (کنزیومرواچ نیوز) سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس نے اپنے صارفین کیلیے نیا فیچر متعارف کرادیا ہے۔ سماجی رابطے کے پلیٹ فارم ایکس نے صارفین کیلیے 'کن ورس' کے نام سے میسجنگ فیچر متعارف کرایا ہے۔ ٹیکنالوجی کے ماہرین کا خیال ہے کہ ایکس کا یہ فیچر واٹس ایپ اور پیغام رسانی کی ایپلیکیشن سگنل کی طرز کا ہے کیونکہ اس میں ترجمہ کرنے، فائل بھیجنے اور ایک بار میسج یا ویڈیو دیکھ کر غائب ہونے جیسی سہولیات شامل ہیں۔ کمپنی کا کہنا ہے کہ نئے فیچر کے ذریعے صارفین پلیٹ فارم پر موجود اپنے دوستوں کو ٹیکسٹ، آڈیو پیغامات بھیج سکیں گے اور اسی کے ساتھ انہیں ویڈیو کالز اور بھیجے گئے پیغام کو ڈیلیٹ یا اُس میں ترمیم کرنے کی سہولت بھی حاصل ہوگی۔ ایکس کے مطابق صارفین کے تحفظ کیلیے اینڈ ٹو اینڈ انکرپشن اور کئی پرائیویسی فیچر شامل کیے ہیں۔ میسجنگ فیچر پہلے مرحلے میں آئی او ایس صارفین کیلیے متعارف کرایا گیا ہے جبکہ جلد ہی سہولت اینڈرائیڈ میں بھی شامل ہوگی۔ ایکس منتظمین کے مطابق آئی او ایس صارفین کیلیے جلد ہی وائس میمو کا فیچر بھی شامل کیا جائے گا، جس سے صارفین مختصر آڈیو پیغامات بھیجنا ممکن ہوگا۔ کمپنی نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ صارفین کو ابھی بھی کچھ پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے تاہم اس کی روک تھام کیلیے سیکیورٹی فیچرز پر کام جاری ہے۔

موت کی وادی میں پنپنے والا پودا انسانوں کی بقا میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے، مگر کیسے؟

واشنگٹن (کنزیومرواچ نیوز) کیلیفورنیا کے گرم ترین صحرائی علاقے ڈیتھ ویلی میں ایک ایسا پودا پایا جاتا ہے جو فطرت کے تمام اصولوں کو چیلنج کرتے ہوئے وہاں بڑھتا ہے جہاں زیادہ تر جانداروں کی بقا ممکن نہیں۔ یہ پودا Tidestromia oblongifolia ہے جو سائنسدانوں کی توجہ کا مرکز بن چکا ہے کیونکہ یہ انتہائی درجہ حرارت میں جینے کی غیر معمولی صلاحیت رکھتا ہے جو مستقبل کی زرعی تحقیق میں انقلابی تبدیلیاں لاسکتا ہے۔ مشی گن اسٹیٹ یونیورسٹی کے محققین نے دریافت کیا کہ یہ پودا اپنے اندرونی عمل کو مکمل طور پر دوبارہ ترتیب دیتا ہے تاکہ شدید گرمی سے بچا جا سکے۔ ڈیتھ ویلی کے انتہائی حالات کو تجربہ گاہ میں نقل کرتے ہوئے

محققین نے مشاہدہ کیا کہ یہ پودا محض دس دنوں میں اپنی پودے کی مقدار تین گنا بڑھا لیتا ہے جبکہ وہ دوسرے پودے جو گرمی کے خلاف مزاحمت رکھتے ہیں اپنی نشوونما کو روک دیتے ہیں۔ اس تیز رفتار تطبیق کی وجہ اس کے میٹابولزم اور جینیاتی اظہار میں گہرے تبدیلیوں کا عمل ہے۔ اس پودے کی فزیالوجی کا گہرا مطالعہ

کرنے پر پتا چلا کہ حرارت کے اثر سے اس کے خلیوں میں نمایاں تبدیلیاں آتی ہیں۔ مائٹوکونڈریا جو خلیے کی توانائی کی پیداوار کے ذمہ دار ہیں، کلوراپلاسٹس کے قریب منتقل ہوجاتے ہیں جہاں فوٹو سنتھسس ہوتا ہے۔ کلوراپلاسٹس ایک منفرد پیالہ نما شکل اختیار کر

لیتے ہیں، جو شاید کاربن ڈائی آکسائیڈ کے قبضے میں مددگار ثابت ہو۔ اسی دوران ہزاروں جینز اپنے فعل کو پورے دن میں تبدیل کرتے ہیں، اہم ساختوں کا تحفظ کرتے ہیں اور توانائی کی پیداوار کو برقرار رکھتے ہیں۔ اس تحقیق کے نتائج کی عالمی زرعی دنیا کے لیے اہمیت بے حد اہم ہیں کیونکہ دنیا بھر میں درجہ حرارت میں

اضافے کے ساتھ، گندم اور مکئی جیسے فصلوں کی پیداوار میں کمی آ رہی ہے۔ T. oblongifolia کے اس موافقتی طریقہ کار کو سمجھنے سے زیادہ مضبوط فصلوں کی نسلوں کی ترقی ممکن ہوسکتی ہے جو بدلتے ہوئے ماحول میں خوراک کی فراہمی کو یقینی بنائیں گے۔ یہ تحقیق پودوں کی حیاتیات کے ایک نئے راستے کا آغاز کرتی ہے جو روایتی ماڈلز کی بجائے انتہائی حالات میں جینے والی اقسام پر مرکوز ہے۔ صحرائی پودے جو لاکھوں سال کی ارتقاء کے نتیجے میں ڈھالے گئے ہیں، سائنس کو ایسے حل فراہم کر رہے ہیں جن کو ابھی تک مکمل طور پر سمجھا نہیں گیا، اور یہ ہمیں مستقبل کے ماحولیاتی چیلنجز سے نمٹنے کے لیے امید فراہم کر رہے ہیں۔

مجلس ادارت:

● چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ● ایگزیکٹو ایڈیٹر: ڈاکٹر ہما بخاری ● ایڈیٹر: نشید آفاقی
● لیگل ایڈوائزر: ندیم شیخ ایڈووکیٹ ● ایم ڈی سیلز اینڈ مارکیٹنگ: ظفر حسین،
● ڈائریکٹر بزنس ڈیولپمنٹ: ثوبیہ شاکر علی ● پریس منیجر: شکیل احمد خان
● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

دفتر کا پتہ: H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی
فون نمبر: 021-34528802-3

01 TO 07 DECEMBER, 2025 ☆☆☆ ۱ تا ۷ دسمبر ۲۰۲۵

صارفین سے سرکار تک — چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH KARACHI

https://www.facebook.com/ Consumer-watch.com

فرمانِ الٰہی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے
وہ بولے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ جس
(راہ) پر ہم اپنے باپ دادا پاتے رہے اس سے ہم کو پھیر
دو اور (اس) ملک میں تم دونوں (بھائیوں) کی ہی
سرداری ہو جائے اور ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔
سورۃ یونس 10 - آیت نمبر 78

مجھے ہے حکم اذاں.................!

ملک میں مہنگائی کی بڑھتی ہوئی لہر ایک بار پھر عوام کی پریشانیوں میں اضافہ کر رہی ہے۔ وفاقی ادارہ شماریات کی جانب سے جاری ہونے والی تازہ ترین ہفتہ وار رپورٹ کے مطابق ملک میں مہنگائی کی مجموعی رفتار میں 0.73 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے، جبکہ سالانہ بنیادوں پر مہنگائی کی شرح 4.32 فیصد تک جا پہنچی ہے۔ اگرچہ یہ اضافہ گزشتہ برسوں کی نسبت کم نظر آتا ہے، لیکن زمینی حقائق یہ ہیں کہ کم آمدنی والے طبقات کے لیے یہ شرح بھی انتہائی تکلیف دہ ثابت ہو رہی ہے۔ رپورٹ کے مطابق رواں ہفتے 14 ضروری اشیائے خورونوش کی قیمتوں میں اضافہ ہوا، 12 اشیا سستی ہوئیں جبکہ 25 اشیا کی قیمتیں مستحکم رہیں۔ بظاہر یہ ایک متوازن صورتحال دکھائی دیتی ہے، تاہم حقیقت یہ ہے کہ جن اشیا کی قیمتیں بڑھیں، ان کا تعلق براہِ راست کم آمدنی والے طبقے کی روزمرہ ضرورت سے ہے۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ ٹماٹر، پیاز اور آلو جیسی سبزیوں کی قیمتوں میں نمایاں کمی ریکارڈ کی گئی ہے۔ ٹماٹر 28 فیصد، پیاز 10 فیصد اور آلو تقریباً 5 فیصد تک سستے ہوئے ہیں، جو وقتی ریلیف ضرور ہے مگر یہ کمی پائیدار نہیں سمجھی جا سکتی۔ اسی طرح انڈے، آٹا، نمک اور دال چنا کی قیمتوں میں بھی معمولی کمی دیکھی گئی ہے، مگر ان اشیا کی مجموعی لاگت بالآخر باقی مہنگی ہونے والی خوراک کے اثرات میں دب جاتی ہے۔ مزید تشویش ناک پہلو یہ ہے کہ مختلف شہروں میں چینی 179 روپے سے 220 روپے فی کلو تک فروخت ہو رہی ہے — ایک ایسا بنیادی آئٹم جس کی قیمت میں اس قدر فرق انتظامی کمزوری کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ دوسری جانب، بجلی کے نرخوں میں 11 فیصد تک اضافہ کم آمدنی والے صارفین کے لیے کسی بڑے جھٹکے سے کم نہیں۔ توانائی کے بڑھتے ہوئے اخراجات مہنگائی کے مجموعی دباؤ کو مزید بڑھا دیتے ہیں، جس کا اثر ٹرانسپورٹ، صنعت اور گھریلو اخراجات ہر سطح پر نظر آتا ہے۔ آمدنی کے مختلف گروپس پر مہنگائی کے اثرات کا جائزہ بھی صورتحال کی سنگینی کو واضح کرتا ہے۔ 17 ہزار 732 روپے تک ماہانہ کمانے والے طبقے کے لیے مہنگائی کی رفتار 3.85 فیصد رہی، جبکہ 17 ہزار 733 روپے سے 22 ہزار 888 روپے تک آمدنی رکھنے والے طبقے کے لیے یہ شرح 4.70 فیصد تک پہنچ گئی ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ملک میں قیمتوں کے تعین کے نظام میں شفافیت اور مؤثر نگرانی کا فقدان ہے۔ ذخیرہ اندوزی، ناجائز منافع خوری، انتظامی بے عملی اور درآمدی انحصار یہ تمام عوامل مل کر مہنگائی کی بنیادوں کو مضبوط کرتے ہیں۔ حکومت اور متعلقہ اداروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ قیمتوں کی نگرانی کے نظام کو فعال بنائیں، بنیادی اشیا کی فراہمی یقینی بنائیں، اور ایسے اقدامات کریں جو براہِ راست کم آمدنی والے طبقے کو ریلیف فراہم کریں۔

خیر اندیش
شیخ راشد عالم
چیف ایڈیٹر کنزیومر واچ

Top Stories ٹاپ اسٹوریز

PAGE 06

سونے کی درآمد و برآمد پر پابندی کا خاتمہ

PAGE 09

آئی ایم ایف کی رپورٹ: پاکستان کے مالیاتی نظم و نسق پر سنگین تحفظات

PAGE 07

پاکستان کی سونے کی مارکیٹ پر مسابقتی کمیشن کی رپورٹ

PAGE 10

سخنور شکاگو کا عالمی گولڈن جوبلی مشاعرہ

PAGE 08

آئی ایم ایف نے پاکستان میں بدعنوانی کے مستقل چیلنجز کو اجاگر کر دیا

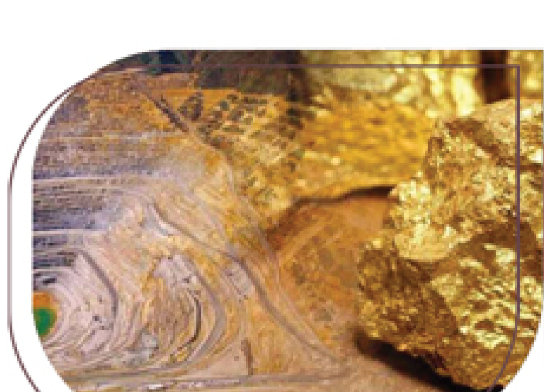

PAGE 11

ریکوڈک: بیرک مائننگ کارپوریشن کی ممکنہ واپسی کی خبروں کے باوجود منصوبے سے غیر متزلزل وابستگی

چیف ایڈیٹر و پبلشر شیخ راشد عالم نے فیئر پرنٹنگ پریس راجہ کوثر بلڈنگ، برنس روڈ سے چھپوا کر H-41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2 کراچی سے شائع کیا

Over 190K Followers on social media now shining in print too

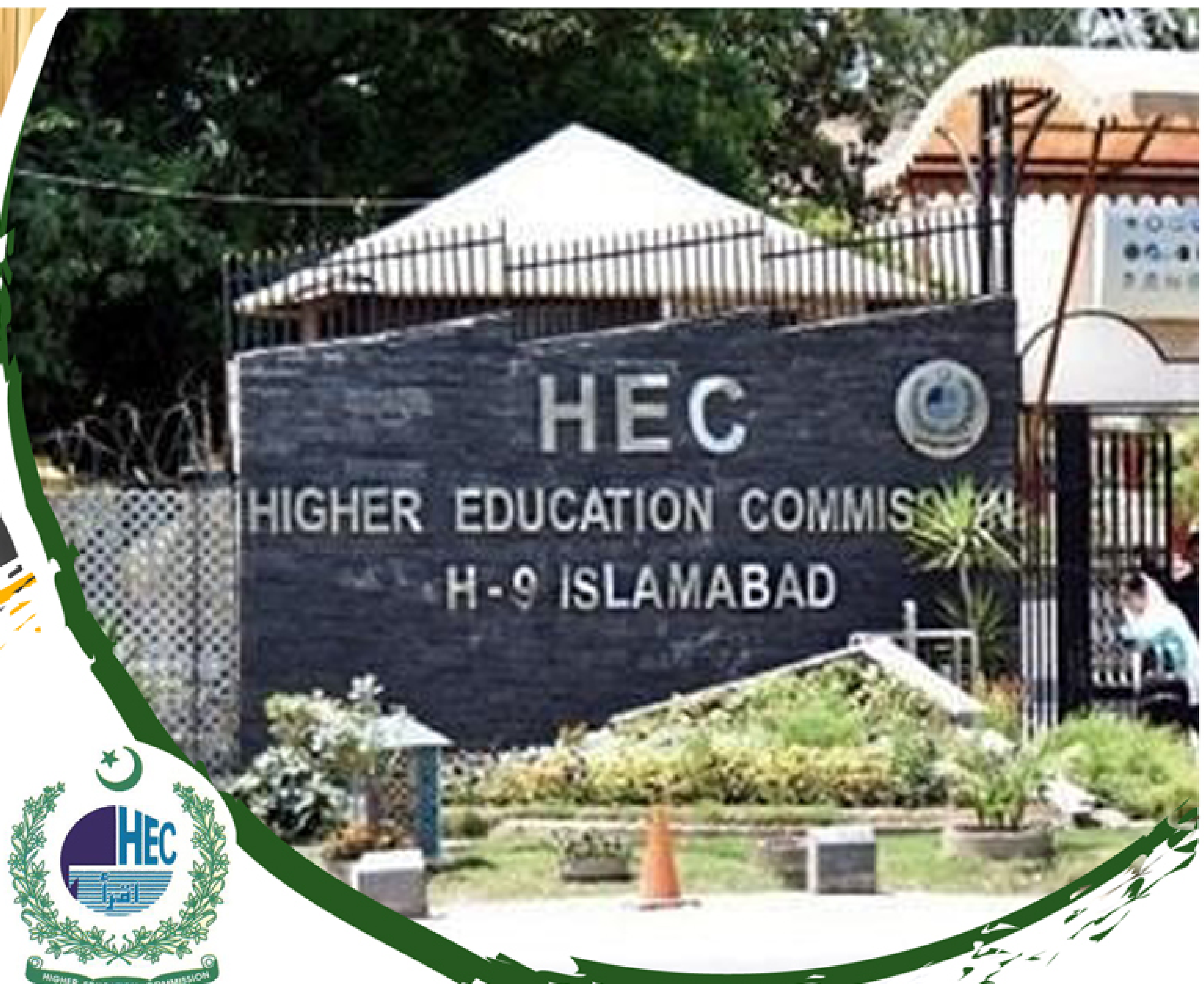

Youth Chamber of Commerce Pakistan
THE LEADERS OF CHANGE

پاکستان میں بے روزگاری کا سونامی

نوجوانوں کیلئے خطرے کی گھنٹی

سرکاری رپورٹ اعداد وشمار کا گورکھ دھندہ، بے روزگاری میں 7 فیصد نہیں، 25 فیصد تک اضافہ ہوا، یوتھ چیمبر آف کامرس پاکستان کی تحقیق

ڈگری ہولڈر بھی بے روزگار! تعلیمی نظام اور پالیسی سازوں پر سنگین سوالات، 60 فیصد سے زائد نوجوان اپنے مستقبل سے مایوس ہیں

ملک میں ماسٹرز، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگری رکھنے والے 11.9 فیصد افراد بے روزگار، ہائر ایجوکیشن کمیشن کی مایوس کن کارکردگی

جب تک ہم اپنے اکیڈمک کیمپس کو کارپوریٹ کیمپس میں تبدیل نہیں کریں گے مسائل حل نہیں ہونگے، چشم کشا انکشافات

بھارت، بنگلادیش، سری لنکا، نیپال، بھوٹان اور مالدیپ میں بھی صورتحال بہتر نہیں مگر یہ ممالک زمینی حقائق پر مبنی پالیسیاں بنا رہے ہیں

خصوصی رپورٹ

60 فیصد سے زائد نوجوانوں کی آبادی رکھنے ملک پاکستان میں بے روزگاری کی شرح میں 7 فیصد تک اضافہ پالیسی سازوں کی ناکامی ہے سرکاری سطح پر کئے گئے تازہ ترین لیبر فورس سروے کے مطابق 2021-22 میں بے روزگاری کی شرح 6.3 فیصد ریکارڈ کی گئی تھی۔ افسوسناک امر یہ ہے کہ ملک میں ماسٹرز، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگری رکھنے والے 11.9 فیصد افراد بے روزگار ہیں اس صورتحال میں ہائر ایجوکیشن کمیشن کے حکام کی کارکردگی پر سوالیہ نشان ہے۔ کے پی کے میں بے روزگاری کی شرح سب سے زیادہ رہی جو 8.81 سے بڑھ کر 9.2 ہوگئی۔ پنجاب میں بے روزگاری 6.8 فیصد سے بڑھ کر 7.1 فیصد ہوگئی بلوچستان میں بے روزگاری کی شرح 3.4 فیصد سے بڑھ کر 4.5 فیصد ہوگئی 2025 میں گریجویشن کی ڈگری والے 10.9 فیصد افراد بیروزگار ہیں 2025 میں انٹرمیڈیٹ کی تعلیم رکھنے والے 12.5 فیصد افراد بے روزگار ہیں 8.4 فیصد میٹرک پاس افراد جاب مارکیٹ میں جگہ نہ بنا سکے ان پڑھ افراد میں بے روزگاری کی شرح 3.2 فیصد سے بڑھ کر 4.4 فیصد ہوگئی یوتھ چیمبر آف کامرس پاکستان کی جانب سے کی گئی تحقیقات کے مطابق بیروزگاری کے حوالے سے سرکاری اعداد وشمار مکمل طور پر درست نہیں زمینی حقائق اس کے برعکس ہیں اور ایک محتاط اندازے کے مطابق ملک میں بے روزگاری کی شرح کم از کم 25 فیصد ہے۔ ٹیم یوتھ چیمبر آف کامرس پاکستان کے مطابق جب تک ہم اپنے اکیڈمک کیمپس کو کارپوریٹ کیمپس میں تبدیل نہیں کریں گے مسائل حل نہیں ہونگے۔ ہماری جامعات کا نصاب، اساتذہ اور طالب علم کوئی بھی عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں اسی لئے چند جامعات کو چھوڑ کر باقی جامعات کے فارغ التحصیل طالب علم پریکٹیکل لائف میں آنے کے لئے پہلے انٹرن شپ کرتے ہیں تب وہ جاب کرنے کے لائق ہوتے ہیں جو ہماری جامعات کی کارکردگی پر سوالیہ نشان ہے۔ کئی سال جامعات میں تعلیم حاصل کرنے کے باوجود اگر طالب علم کو پریکٹیکل نالج نا مل سکے تو ایسی جامعات کو تالا لگا دینا چاہیے۔ ہمارے نوجوان ہمارے ملک کا اثاثہ ہیں اگر ہم نے ہنگامی بنیادوں پر جامعات کو عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہ کیا تو ہم 60 فیصد نوجوانوں کا سرمایہ کھودیں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ نوجوان طلباء کو فیکٹریوں میں پریکٹیکل کروایا جائے تاکہ ان کو پریکٹیکل نالج ملے اور وہ ملکی ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کرسکیں۔

جنوبی ایشیاء میں بیروزگاری ایک جائزہ

جنوبی ایشیاء، جس میں پاکستان، بھارت، بنگلادیش، سری لنکا، نیپال، بھوٹان اور مالدیپ شامل ہیں، دنیا کے گنجان آباد علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس خطے کی معیشتیں تیزی سے بڑھ رہی ہیں، مگر روزگار کی فراہمی اُس رفتار سے نہیں بڑھ رہی جس رفتار سے آبادی میں اضافہ ہوتا ہے۔

1) خطے میں بیروزگاری کی عمومی صورتحال

نوجوانوں کی بیروزگاری خطے کا سب سے بڑا چیلنج ہے۔ بڑی تعداد میں نوجوان تعلیم مکمل کرنے کے بعد بھی ملازمت حاصل نہیں کر پا رہے۔

غیر رسمی شعبہ (Informal Sector) بہت وسیع ہے، جس میں مزدور تو کام کرتے ہیں مگر باقاعدہ ملازمت، سوشل سیکیورٹی یا روزگار کا تحفظ نہیں ہوتا۔

ٹیکنالوجی اور مہارتوں کا خلا بھی ایک بڑی وجہ ہے۔ نوکریاں موجود مگر ہنر مند افراد کم ہیں

سری لنکا اور نیپال جیسے ممالک نے کچھ بہتری دکھائی ہے، جبکہ بھارت اور پاکستان جیسے بڑے ممالک میں بیروزگاری کی شرح ابھی بھی تشویش ناک ہے۔

جنوبی ایشیا میں بیروزگاری کے بڑے عوامل

تیز آبادیاتی دباؤ
تعلیم اور مارکیٹ کی ضروریات میں عدم مطابقت
سرمایہ کاری کی کمی
معیشت کا غیر رسمی شعبوں پر انحصار
سیاسی عدم استحکام اور معاشی غیر یقینی ماحول

پاکستان میں بیروزگاری صورتحال اور چیلنج

موجودہ حالت

حالیہ لیبر فورس سروے کے مطابق پاکستان میں بیروزگاری کی شرح تقریباً 7 فیصد کے قریب پہنچ چکی ہے، جو پچھلے سالوں کے مقابلے میں زیادہ ہے۔

نوجوان طبقہ سب سے زیادہ متاثر ہے، خاص طور پر وہ جنھوں نے ڈگریاں حاصل کر رکھی ہیں مگر نوکریاں کم ہیں۔

خواتین کی شمولیت بھی کم ہے جس سے لیبر مارکیٹ کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔

پاکستان میں بیروزگاری کی بڑی وجوہات

معاشی سست روی، مہنگائی اور کاروباری اخراجات میں اضافہ

صنعتی شعبے کی محدود توسیع

ہنر مند افرادی قوت کی کمی اور جدید ٹیکنالوجی

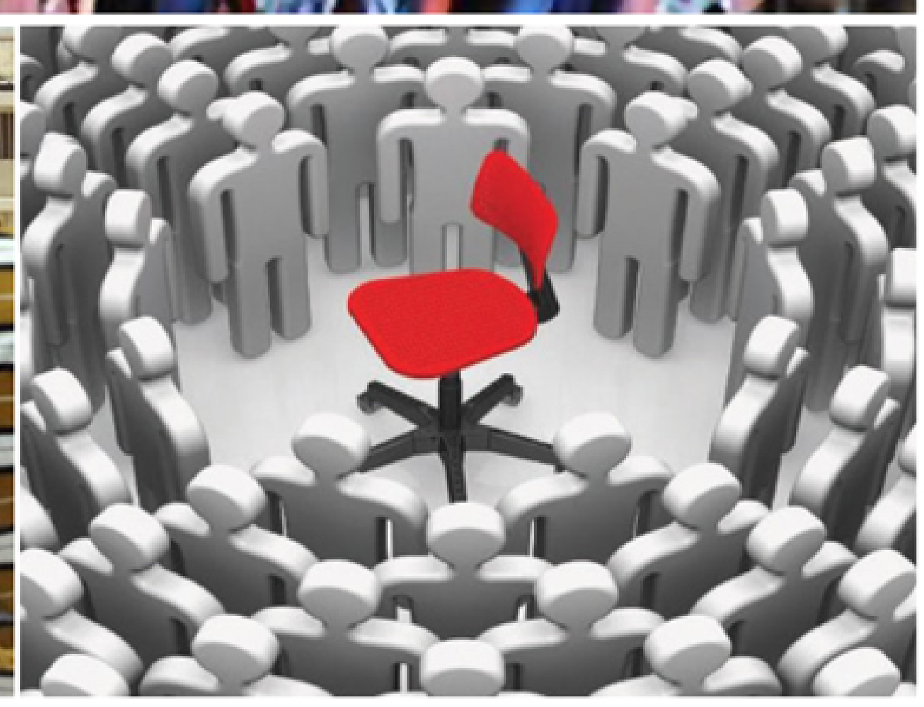

سے ناواقفیت

بیرونی سرمایہ کاری میں کمی

سیاسی غیر یقینی صورتحال

جنوبی ایشیاء میں بیروزگاری محض معاشی نہیں بلکہ سماجی مسئلہ ہے۔ پاکستان اس چیلنج سے نمٹنے کے لیے اگر تعلیم، ہنرمندی، صنعت کاری اور سرمایہ کاری کے شعبوں میں اصلاحات لے آئے تو نہ صرف بیروزگاری کم ہوسکتی ہے بلکہ ترقی کا راستہ بھی ہموار ہوگا۔

اعداد و شمار میں اضافہ، حقیقت یا تکنیکی تبدیلی؟

باخبر حکومتی ذرائع کے مطابق پاکستان بیورو آف اسٹیٹکس (PBS) نے LFS میں اہم تبدیلی کرتے ہوئے بین الاقوامی ادارہ محنت (ILO) کے تازہ ترین معیار یعنی 19ویں ICLS تعریف کو اپنا لیا ہے۔ یہ تعریف 2013 میں منظور کی گئی تھی، لیکن دنیا کے بہت سے ممالک کی طرح پاکستان بھی اب اسے اپنی شماریاتی رپورٹس میں شامل کر رہا ہے۔

اس اہم تبدیلی سے قبل پاکستان 1982 سے 13ویں ICLS معیار استعمال کر رہا تھا، جس کے تحت صرف ایک گھنٹہ بھی کام کرنے والا شخص "برسرِ روزگار" سمجھا جاتا تھا، چاہے وہ کام خاندانی کاروبار میں بلا معاوضہ ہی کیوں نہ ہو۔ اس پر عرصہ دراز سے ماہرین تنقید کر رہے تھے کہ اس سے معاشی سرگرمی حقیقت سے زیادہ دکھائی دیتی ہے اور بے روزگاری کم نظر آتی ہے۔

19ویں ICLS میں کیا تبدیل ہوا؟

نیا معیار معاشی سرگرمی کو زیادہ واضح انداز میں تقسیم کرتا ہے۔ اس میں ‘Market Work’’ یعنی اجرت یا نفع کے لیے کام اور اپنی کھپت کے لیے کام کو الگ الگ شمار کیا جاتا ہے۔ مثلاً:

گھر کے استعمال کے لیے سبزیاں اُگانا

مویشی پال کر دودھ صرف گھر میں استعمال کرنا

بغیر تنخواہ گھریلو مزدوری

بطور رضا کار خدمات

غیر معاوضہ تربیت

یا دیگر غیر منڈی سرگرمیاں

یہ تمام اب بازار سے باہر (Market-Non) سرگرمیوں میں شامل ہوں گی، یعنی انہیں "روزگار" نہیں سمجھا جائے گا۔

اس تبدیلی کا سب سے بڑا اثر یہ ہوگا کہ جو افراد اپنی ضروریات کے لیے کام کرتے ہیں مگر بازار کے لیے دستیاب نہیں، انہیں برسرِ روزگار کے بجائے یا مکمل طور پر لیبر فورس سے باہر شمار کیا جائے گا۔

کس پر سب سے زیادہ اثر پڑے گا؟

ماہرین کے مطابق اس نئے طریقہ کار سے تین بڑے گروہ متاثر ہوں گے:

دیہی خواتین

جو گھر اور کھیت میں بغیر معاوضہ کام کرتی ہیں، لیکن بازار میں کام کرنے کی خواہش یا دستیابی نہیں رکھتیں۔ پہلے انہیں برسرِ روزگار شمار کیا جاتا تھا، اب نہیں کیا جائے گا۔

غیر معاوضہ خاندانی کارکن

خصوصاً وہ نوجوان اور خواتین جو خاندان کے کاروبار، دکان یا کھیتی میں بلا معاوضہ کام کرتے ہیں۔

Subsistence Farmers / کسان

جو اپنی زمین پر کاشت تو کرتے ہیں مگر پیداوار بازار میں فروخت کرنے کے بجائے اپنی ضروریات کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اس تبدیلی کے نتیجے میں عددی اثرات کیا ہوں گے؟

ذرائع کے مطابق نئے معیار کے استعمال سے درج ذیل رجحانات سامنے آئیں گے:

لیبر فورس میں شمولیت کی شرح کم ہو جائے گی کیونکہ بہت سے لوگ اب لیبر مارکیٹ سے باہر سمجھے جائیں گے۔

> پاکستان کی جامعات کا نصاب، اساتذہ اور طالب علم کوئی بھی عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں اسی لئے چند جامعات کو چھوڑ کر باقی جامعات کے فارغ التحصیل طالب علم پریکٹیکل لائف میں آنے کے لئے پہلے انٹرن شپ کرتے ہیں تب ان کو جاب ملتی ہے

روزگار کی شرح بھی کم نظر آئے گی کیونکہ پہلے جو لوگ "کام کرنے والے" تصور کیے جاتے تھے، اب وہ اپنے استعمال کے لیے کام کرنے والے تصور ہوں گے۔

بے روزگاری کی شرح خود بخود بڑھ جائے گی کیونکہ جن افراد کو پہلے روزگار یافتہ کہا جاتا تھا، اُن میں سے کئی اب لیبر فورس سے باہر یا غیر منڈی سرگرمیوں میں شامل ہو جائیں گے۔

یہ اضافہ لازمی طور پر معاشی بحران یا نوکریوں میں کمی کا نتیجہ نہیں ہوگا بلکہ بڑی حد تک شماریاتی تعریف کی تبدیلی کا اثر ہوگا۔

پچھلے سروے کی جھلک

(22-2021)

سابقہ لیبر فورس سروے (LFS 22-2021) کے مطابق:

ملک کی کل لیبر فورس: 71.76 ملین

بے روزگاری کی شرح: 6.3%

مجموعی روزگار-برائے-آبادی تناسب: 42.1%

مردانہ شمولیت: 64.1%

زنانہ شمولیت: 19.4%

نوجوانوں میں بے روزگاری: 11.1%

خدمات کا شعبہ سب سے بڑا آجر تھا

ان اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ نوجوان خصوصاً خواتین پہلے ہی بڑے معاشی بوجھ کا سامنا کر رہی تھیں۔

ماہرین کے اعتراضات

ڈیٹا فیسٹ کانفرنس میں جب PBS نے LFS کے ابتدائی نتائج پیش کیے تو ماہرین نے بعض شعبوں خصوصاً اسلام آباد کیپیٹل ٹیریٹری (ICT) کے اعداد و شمار پر اعتراضات کیے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ اعداد و شمار زمینی حقائق سے مطابقت نہیں رکھتے اور مزید وضاحت کی ضرورت ہے۔

نیا معیار، کیا یہ فیصلہ درست ہے؟

بین الاقوامی سطح پر 19ویں ICLS معیار زیادہ مربوط، سائنسی اور حقیقت پسند سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ "اصل معاشی سرگرمی—"یعنی وہ کام جس کے لیے معاوضہ ملتا ہے—پر توجہ دیتا ہے۔ تاہم، پاکستان جیسے ملک میں جہاں کروڑوں افراد غیر رسمی اور غیر منڈی سرگرمیوں میں مصروف ہیں، ایسے شماریاتی فیصلے کے اثرات بڑے پیمانے پر نظر آئیں گے۔

یہ تبدیلی کئی دہائیوں سے چلنے والی بحث کو ختم کرتی ہے کہ غیر معاوضہ خاندانی کام کو روزگار سمجھا جائے یا نہیں۔ اب "روزگار" صرف اسی سرگرمی کو کہا جائے گا جو مارکیٹ میں حصہ ڈالتی ہو۔

بے روزگاری بڑھنے سے سیاسی اور سماجی اثرات

چونکہ یہ نئی رپورٹ حکومت کے سامنے آئندہ ہفتے رکھ دی جائے گی، اس کے بعد معاشی پالیسیوں پر بھی اثر پڑ سکتا ہے۔ بے روزگاری کی شرح میں اضافے کا مطلب ہے کہ حکومت پر عوامی دباؤ مزید بڑھے گا۔ اپوزیشن ممکنہ طور پر اس کا فائدہ اٹھا کر حکومت پر تنقید کرے گی کہ روزگار کم ہوا ہے، جبکہ حکومت یہ مؤقف اپنا سکتی ہے کہ یہ اضافہ محض طریقہ کار کی تبدیلی کا نتیجہ ہے۔ پاکستان کی بے روزگاری کی شرح کا بڑھ کر 7 فیصد تک پہنچ جانا ایک اہم پیش رفت ہے، مگر اس پیش رفت کو صرف اعداد و شمار کے سطحی مشاہدے سے نہیں سمجھا جا سکتا۔ جب عالمی معیار بدلتے ہیں، تو اُن کا اثر ملکی رجحانات پر لازمی پڑتا ہے۔ 19ویں ICLS معیار کا نفاذ پاکستان کی معاشی حقیقتوں کو مزید شفاف بنانے کی کوشش ہے، لیکن ساتھ ہی اعداد و شمار میں بڑی تبدیلیوں کے باعث عوام اور پالیسی سازوں کے لیے نئے چیلنج بھی پیدا ہوں گے۔

اسٹیٹسٹکس کی زبان میں تبدیلی ہمیشہ حقیقت کی تعبیر بدل دیتی ہے سوال یہ ہے کہ ہم اس تعبیر کو صحیح طرح سمجھ پاتے ہیں یا نہیں۔

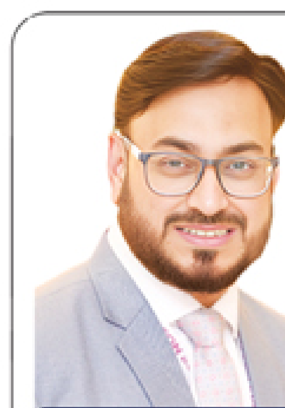

بزنس پوائنٹ

شیخ راشد عالم

سونے کی درآمد و برآمد پر پابندی کا خاتمہ
پاکستان کی معاشی سمت کا ایک اہم اشارہ

پاکستان نے معاشی مشکلات، زرِ مبادلہ کے دباؤ اور غیر قانونی تجارت کے بڑھتے ہوئے خدشات کے درمیان بالآخر وہ فیصلہ کر لیا ہے جس کا انتظار کئی ماہ سے صنعت اور مارکیٹ کے تمام اسٹیک ہولڈرز کر رہے تھے۔ وفاقی کابینہ کی منظوری کے بعد وزارت تجارت نے سونے کی درآمد اور برآمد پر عائد پابندی ختم کرتے ہوئے وہ ایس آر او بھی بحال کر دیا ہے جو سونے کی عالمی تجارت کو ریگولیٹ کرنے کے لیے جاری کیا گیا تھا مگر مئی 2025 میں 60 دن کے لیے معطل کر دیا گیا تھا۔ یہ فیصلہ جہاں ایک طرف جیولری ایکسپورٹ انڈسٹری کے لیے ایک بڑا ریلیف ہے، وہیں پاکستان کے تجارتی توازن، ریگولیٹری نظام اور مالیاتی نظم و ضبط کے لیے بھی اہم نتائج رکھتا ہے۔

پس منظر، پابندی کیوں لگائی گئی؟

سونے کی تجارت پاکستان میں ہمیشہ سے حساس تصور کی جاتی ہے، کیونکہ یہ نہ صرف قیمتی دھات ہے بلکہ غیر قانونی تجارت اور پیسہ باہر منتقل کرنے کا ایک محفوظ ذریعہ بھی سمجھی جاتی رہی ہے۔ وزارتِ تجارت کے مطابق مئی 2025 میں سونے کی اسمگلنگ کے شبہات اور نظام میں بے ضابطگیوں کے باعث اس کی درآمد اور برآمد کو عارضی طور پر روک دیا گیا تھا۔

ذرائع کا کہنا تھا کہ کچھ مخصوص عناصر سونے کے درآمدی نظام کو غلط استعمال کر کے منظم اسمگلنگ میں ملوث تھے، جس سے نہ صرف ملکی خزانے کو نقصان پہنچ رہا تھا بلکہ قانونی درآمد کنندگان کی ساکھ بھی متاثر ہو رہی تھی۔

گزشتہ چند مہینوں میں، متعلقہ اداروں کی جانب سے نگرانی سخت ہونے کے باعث سونے کی اسمگلنگ سے متعلق کوئی بڑی شکایت سامنے نہیں آئی۔ اس کے بعد حکومت نے فیصلہ کیا کہ پابندی کا مقصد پورا ہو چکا ہے، اس لیے تجارت کو دوبارہ کھول دینا چاہیے۔

اعداد و شمار کی روشنی میں صورتحال

سونے کی تجارت پر پابندی کا اثر براہِ راست ملک کی درآمدات پر ظاہر ہوا۔

پاکستان بیورو آف اسٹیٹسٹکس کے مطابق:

جون اور جولائی میں بالکل بھی سونا درآمد نہیں ہوا۔

مئی 2025 میں صرف 9 کلوگرام سونا درآمد ہوا جس کی مالیت تقریباً 9.27 لاکھ ڈالر تھی۔

اس کے برعکس جولائی 2024 میں 22 لاکھ ڈالر مالیت کا سونا درآمد ہوا تھا۔

یہ واضح فرق اس بات کا ثبوت ہے کہ پابندی نے درآمدی سرگرمی کو تقریباً منجمد کر دیا تھا۔ ایسے حالات میں جیولری انڈسٹری، خاص طور پر ایکسپورٹ انڈسٹری، شدید دباؤ کا شکار رہی۔

جیولری ایکسپورٹ سیکٹر کی مشکلات

ایف پی سی سی آئی کے صدر عاطف اکرام شیخ نے وزیر اعظم شہباز شریف کو خط میں لکھا تھا کہ ایس آر او 760 کی معطلی نے برآمدی صنعت کو براہِ راست نقصان پہنچایا ہے۔

ان کے مطابق کئی برآمد کنندگان نے اپنے بیرونی خریداروں کے ساتھ قانونی معاہدوں کے تحت خام سونا وصول کر کے جیولری تیار کر لی تھی، مگر اچانک پابندی لگنے سے نہ صرف سپلائی چین ٹوٹ گئی بلکہ عالمی خریداروں کا اعتماد بھی شدید متاثر ہوا۔

یہ صورتحال پاکستان کے لیے انتہائی تشویش ناک تھی کیونکہ جیولری کی برآمدات نہ صرف زرِ مبادلہ کا ذریعہ ہیں بلکہ ہزاروں کاریگروں اور چھوٹے صنعت کاروں کا روزگار بھی اس شعبے سے وابستہ ہے۔

حکومتی فریم ورک، شفافیت کی طرف قدم

حکومت نے پابندی ختم کرنے کے ساتھ یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ قیمتی دھاتوں اور زیورات کی درآمد و برآمد کا موجودہ فریم ورک برقرار رہے گا، البتہ اس میں مزید شفافیت اور خودکار نظام شامل کیے جائیں گے۔

اس کا مقصد:

امپورٹ و ایکسپورٹ کے نظام میں انسانی مداخلت کم کرنا

دستاویزات کو ڈیجیٹل کرنا

اسمگلنگ کے راستوں کی نشاندہی

بینکنگ اور کلیئرنس سسٹم کو مضبوط بنانا

پاکستان میں روایتی طور پر سونے کی تجارت کاغذی کارروائیوں پر منحصر رہی ہے، جس میں بے ضابطگیوں کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ فریم ورک کی بہتری سے قانونی تجارت کو تحفظ ملے گا اور غیر قانونی سرگرمیوں کا راستہ تنگ ہوگا۔

اقتصادی تجزیہ، پابندی ختم کرنے کے فوائد اور خدشات

فوائد:

برآمدات میں اضافہ:

جیولری ایکسپورٹ انڈسٹری دوبارہ فعال ہو جائے گی، جو پاکستان کے زرِ مبادلہ ذخائر میں بہتری کا باعث بن سکتی ہے۔

بازار میں اعتماد کی بحالی:

کاروباری ماحول میں استحکام اور پالیسیوں کی تسلسل سے بین الاقوامی خریداروں کا بھروسہ بڑھتا ہے۔

روزگار کے مواقع:

پابندی سے متاثر ہونے والے ہزاروں کاریگر دوبارہ کام میں مشغول ہو سکیں گے۔

قانونی تجارت کا فروغ:

اگر شفافیت بڑھائی گئی تو عوامی اور سرکاری سطح پر اعتماد بڑھے گا۔

خدشات:

اسمگلنگ کے خطرات:

اگر مؤثر نگرانی نہ رہی تو دوبارہ غیر قانونی تجارت کے راستے کھل سکتے ہیں۔

کرنٹ اکاؤنٹ پر دباؤ:

سونا ایک مہنگی امپورٹ ہے، اگر درآمد زیادہ ہوئی تو زرِ مبادلہ ذخائر پر دباؤ بڑھ سکتا ہے۔

قیمتوں میں اتار چڑھاؤ:

مقامی مارکیٹ میں سونے کی قیمتیں پہلے ہی عالمی مارکیٹ کے اثرات سے جڑی ہوتی ہیں۔ درآمد کھلنے سے قیمتیں مزید غیر مستحکم ہو سکتی ہیں۔

آگے کا راستہ، کن اقدامات کی ضرورت ہے؟

حکومت کا پابندی اٹھانا ایک درست قدم ہے، مگر اس کے ساتھ چند بنیادی اقدامات ضروری ہیں:

ڈیجیٹل ٹریکنگ سسٹم:

ہر درآمدی شپمنٹ کا ریکارڈ بلاک چین یا مرکزی ڈیٹا بیس سے منسلک کیا جائے تاکہ کسی بھی مرحلے پر ڈیٹا میں چھیڑ چھاڑ نہ ہو سکے۔

بین الاقوامی معیار کے مطابق ریگولیشن:

دبئی، ترکی اور ملائیشیا جیسے ممالک کی طرح سونے کی تجارت کو جدید قوانین کے ذریعے ریگولیٹ کیا جائے۔

اسمگلنگ کے خلاف سخت کارروائیاں:

سینٹرل انٹیلیجنس ایجنسی اور کسٹمز کے درمیان مربوط رابطہ ناگزیر ہے۔

صنعتی مشاورت:

ہر پالیسی سے قبل جیولری ایکسپورٹرز اور امپورٹرز کا مکمل مشورہ شامل ہو تاکہ پالیسیوں کے منفی اثرات نہ ہوں۔

سونے کی درآمد اور برآمد پر پابندی ختم ہونا پاکستان کی اقتصادی سمت میں ایک مثبت پیش رفت ہے۔ یہ فیصلہ وقتی طور پر معیشت کو ریلیف دے گا، برآمدی شعبے کو سہارا دے گا اور صنعتی سرگرمیاں بحال کرے گا۔ تاہم اصل چیلنج شفافیت، نگرانی اور عملی نفاذ کا ہے۔ اگر حکومت اپنے اعلان کردہ فریم ورک میں حقیقی بہتری لا سکی تو یہ فیصلہ نہ صرف سونے کی تجارت کے لیے بلکہ پاکستان کی مجموعی معاشی ساکھ کے لیے بھی فائدہ مند ثابت ہوگا۔

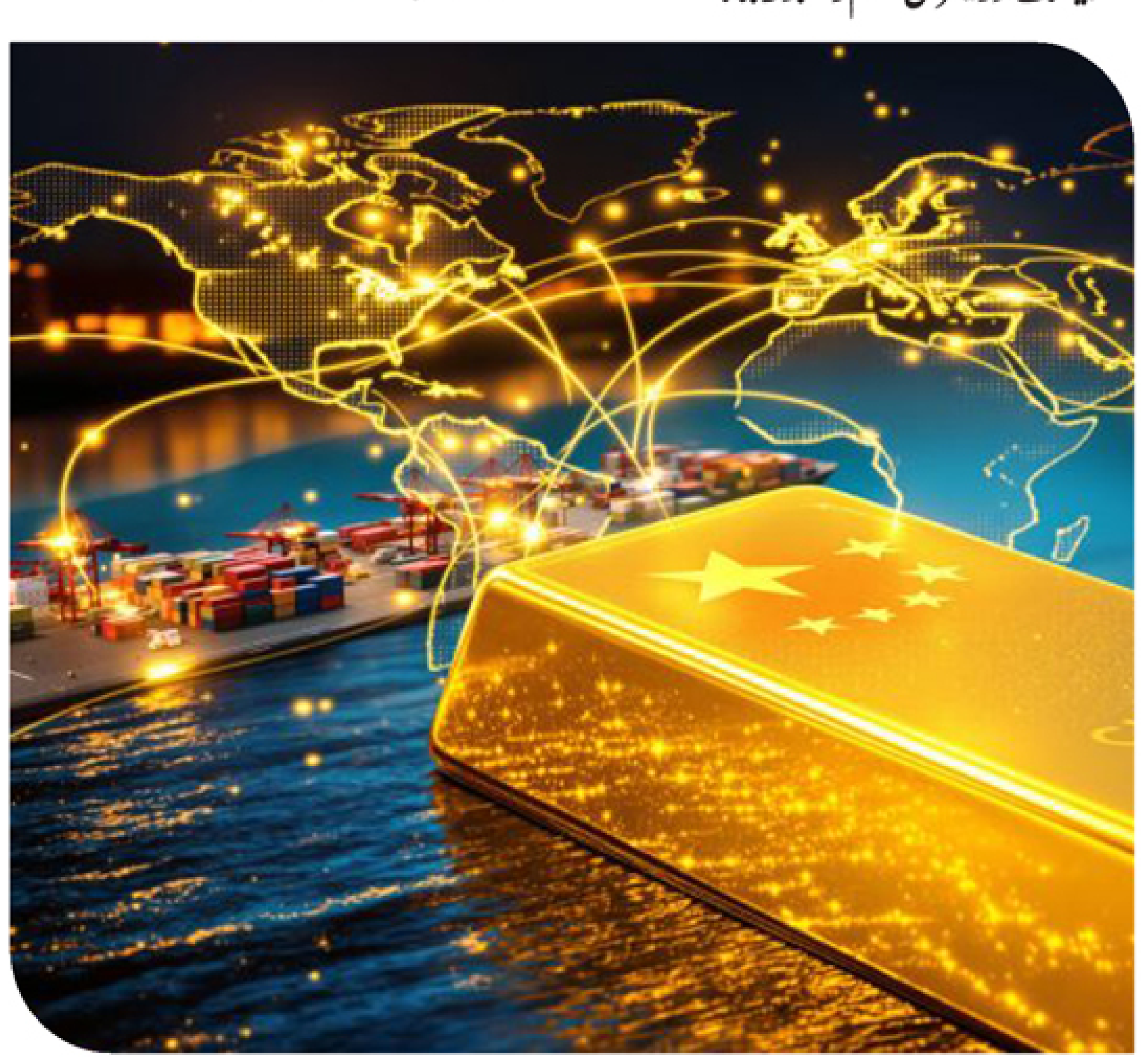

پاکستان کی سونے کی مارکیٹ پر مسابقتی کمیشن کی رپورٹ

مسائل اور اصلاحات

کنزیومر واچ رپورٹ

مسابقتی کمیشن آف پاکستان نے حال ہی میں پاکستان کی سونے کی مارکیٹ پر ایک جامع مسابقتی اسسمنٹ اسٹڈی جاری کی ہے۔ اس رپورٹ کا مقصد ملک میں سونے کی تجارت کو دستاویزی اور شفاف بنانا اور مارکیٹ میں موجود عدم شفافیت، ضابطوں کی کمی اور غیر رسمی تجارتی طریقوں کے مسائل کو اجاگر کرنا ہے۔ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں سونے کی مارکیٹ غیر رسمی اور پیچیدہ نظام کی وجہ سے تاجروں کے گروہوں کے اثر و رسوخ میں ہے، جبکہ صارفین کے تحفظ کے لیے کوئی مؤثر ریگولیشن موجود نہیں۔

سونے کی مارکیٹ کے موجودہ مسائل

.1 غیر رسمی اور غیر دستاویزی تجارت

رپورٹ میں بتایا گیا کہ پاکستان میں سالانہ تقریباً 60 سے 90 ٹن سونے کی کھپت ہوتی ہے۔ اس کی بڑی وجہ سماجی اور ثقافتی عوامل ہیں، لیکن 90 فیصد سے زیادہ سونے کی تجارت غیر رسمی چینلز اور طریقوں سے ہوتی ہے۔ غیر رسمی مارکیٹ ہونے کی وجہ سے تاجروں کے گروہ سونے کی قیمت اور سپلائی پر اثر انداز ہوتے ہیں، جبکہ سونے کی قیمتوں کے لیے کوئی شفاف مارکیٹ میکانزم موجود نہیں۔ مختلف شہروں کی ایسوسی ایشن روزانہ سونے کی قیمتیں جاری کرتی ہیں، لیکن یہ طریقہ کار غیر شفاف اور محدود ہے۔

.2 درآمد پر انحصار

پاکستان تقریباً مکمل طور پر درآمدی سونے پر انحصار کرتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق سال 2024 میں ملک میں 17 ملین ڈالر مالیت کا سونا درآمد کیا گیا۔ ملکی پیداوار نہ ہونے کے برابر ہے، اور سونے کی ریفائننگ تقریباً محدود ہے۔

.3 پیچیدہ ٹیکس نظام اور ریگولیٹری تضادات

سونے کی ٹرانزیکشن پر پیچیدہ ٹیکس اور غیر واضح طریقہ کار کی وجہ سے اسمگلنگ اور انڈر انوائسنگ میں اضافہ ہوتا ہے۔ ملک میں سونے کی درآمد، فروخت اور خالص ہونے کے متعلق مختلف اداروں کے الگ الگ ریگولیٹرز موجود ہیں، جیسے وزارتِ تجارت، فیڈرل بورڈ آف ریونیو، اسٹیٹ بینک، پاکستان جیولری اینڈ جم ڈویلپمنٹ کمپنی اور ٹریڈ ڈویلپمنٹ اتھارٹی، لیکن ان میں پالیسیاں متضاد اور غیر ہم آہنگ ہیں۔

.4 ہال مارکنگ اور معیار کی کمی

رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا کہ ہال مارکنگ کی ناکافی سہولیات کے باعث ملاوٹ اور صارفین کے ساتھ دھوکہ دہی کے مسائل جنم لیتے ہیں۔ سونے کے معیار اور خالص ہونے سے متعلق قابل اعتماد ڈیٹا نہ ہونے کی وجہ سے مؤثر پالیسی سازی ممکن نہیں۔

ریکوڈک منصوبے کا اثر

رپورٹ میں ریکوڈک کاپر گولڈ پروجیکٹ کو بھی اہم قرار دیا گیا ہے۔ یہ منصوبہ اپنے مجوزہ 37 سالہ دورانیے میں تقریباً 74 ارب ڈالر کی مالیت کا سونا اور تانبا پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور ملکی سپلائی چین کو بدلنے کی ممکنہ طاقت رکھتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق اس منصوبے کے کمرشل آغاز سے پہلے گولڈ مارکیٹ کے لیے جدید ریگولیشنز کا نفاذ ضروری ہے۔

مسابقتی کمیشن کی تجویز کردہ اصلاحات

.1 پاکستان گولڈ اینڈ جیم اسٹون اتھارٹی

کمیشن نے تجویز دی ہے کہ پاکستان گولڈ اینڈ جیم اسٹون اتھارٹی قائم کی جائے جو سونے کی لائسنسنگ، درآمدات، اینٹی منی لانڈرنگ ریگولیشنز اور دیگر تمام قوانین و ضوابط کو یکجا کر کے ایک جامع ریگولیٹری فریم ورک تشکیل دے اور نافذ کرے۔

.2 سونے کی جانچ اور معیار کی درجہ بندی

تجویز کی گئی ہے کہ خرید و فروخت ہونے والے تمام سونے کی جانچ اور درجہ بندی لازمی کی جائے تاکہ صارفین کو تحفظ حاصل ہو اور ملکی سونے کی برآمدات کو فروغ دیا جا سکے۔

.3 ڈیجیٹل ویلیو چین اور ٹریس ایبلٹی

سونے کی ویلیو چین کی ڈیجیٹل تبدیلی کے لیے جدید ٹیکنالوجی جیسے بلاک چین استعمال کی جائے، جس سے سونے کی خرید و فروخت کے تمام مراحل ایف بی آر کے ٹریک اینڈ ٹریس سسٹم سے منسلک ہوں۔

.4 گولڈ بنک کا نظام

ترکی کے ماڈل کو مدنظر رکھتے ہوئے گھروں میں پڑے سونے کو فارمل معیشت میں شامل کرنے کے لیے گولڈ بنک کا نظام قائم کیا جائے۔ اس کے ذریعے سونے کی درآمد، پیداوار اور برآمد سے متعلق جامع رپورٹنگ، مارکیٹ میں ریگولیشنز اور پرائس مانیٹرنگ ممکن ہو سکے گی۔

.5 سونے کی مارکیٹ میں شفافیت

دستاویزی مارکیٹ کے قیام سے مارکیٹ کی شفافیت میں اضافہ ہوگا، صارفین کا تحفظ ممکن ہوگا، اور غیر رسمی تجارت اور اسمگلنگ میں کمی آئے گی۔

سونے کی مارکیٹ کے فوائد

.1 ملکی معیشت میں حصہ

سونے کو دستاویزی اور شفاف مارکیٹ میں لانے سے ملکی معیشت میں سونے کی قدر شامل ہوگی، اور اس سے سرکاری محصولات میں اضافہ ہوگا۔

.2 صارفین کا تحفظ

تمام سونے کی جانچ اور درجہ بندی کی پابندی سے صارفین دھوکہ دہی سے محفوظ رہیں گے، اور سونے کی خالصیت اور معیار کی یقین دہانی ہوگی۔

.3 برآمدات میں اضافہ

شفاف اور ریگولیٹڈ مارکیٹ کے قیام سے ملکی سونے کی برآمدات میں بھی اضافہ ممکن ہوگا، کیونکہ معیار اور خالصیت کی یقین دہانی بین الاقوامی سطح پر اعتماد پیدا کرے گی۔

مسابقتی کمیشن آف پاکستان کی رپورٹ نے ملک میں سونے کی مارکیٹ کی موجودہ صورتحال، غیر رسمی تجارت، درآمد پر انحصار، پیچیدہ ٹیکس اور ریگولیٹری تضادات، ہال مارکنگ اور معیار کی کمی جیسے مسائل کو واضح کیا ہے۔ رپورٹ میں ریکوڈک منصوبے کے اثرات کے پیش نظر فوری اصلاحات کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔

تجویز کردہ اصلاحات میں پاکستان گولڈ اینڈ جیم اسٹون اتھارٹی کی تشکیل، سونے کی جانچ و معیار کی درجہ بندی، ڈیجیٹل ویلیو چین اور ٹریس ایبلٹی، گولڈ بنک کا نظام، اور مارکیٹ کی شفافیت کے اقدامات شامل ہیں۔ ان اقدامات کے نتیجے میں مارکیٹ میں شفافیت، صارفین کا تحفظ، غیر رسمی تجارت میں کمی اور ملکی معیشت میں سونے کی قدر شامل ہونا ممکن ہوگا۔

پاکستان کے لیے یہ رپورٹ ایک اہم سنگ میل ہے جو سونے کی مارکیٹ کو منظم کرنے اور اسے عالمی معیار کے مطابق شفاف اور محفوظ بنانے کی راہ ہموار کرتی ہے۔

آئی ایم ایف نے پاکستان میں بدعنوانی کے مستقل چیلنجز کو اجاگر کر دیا

کنزیومرواچ رپورٹ

عالمی مالیاتی ادارے (آئی ایم ایف) نے اپنی طویل انتظار کی جانے والی گورننس اور کرپشن ڈائگناسٹک اسیسمنٹ (جی سی ڈی اے) میں پاکستان میں بدعنوانی کے مستقل چیلنجز کو اجاگر کیا ہے، جو ریاستی اداروں میں موجود نظام کی کمزوریوں سے پیدا ہوتے ہیں، شفافیت، انصاف اور دیانتداری میں بہتری کے لیے 15 نکاتی اصلاحاتی ایجنڈا فوراً شروع کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

رپورٹ کے مطابق اس رپورٹ کی اشاعت اگلے ماہ آئی ایم ایف کے ایگزیکٹو بورڈ سے 1.2 ارب ڈالر کی قسط کی منظوری کے لیے شرط قرار دی گئی ہے، جس کے مطابق پاکستان آئندہ 3 سے 6 ماہ کے اندر گورننس اصلاحات کا پیکیج نافذ کرے تو 5 سال میں معاشی ترقی کی شرح میں تقریباً 5 سے 6.5 فیصد اضافہ ہوسکتا ہے۔

جی سی ڈی اے میں چند بااثر سرکاری اداروں کو سرکاری ٹھیکوں میں دی جانے والی خصوصی رعایتیں ختم کرنے، اور خصوصی سرمایہ کاری سہولت کونسل (ایس آئی ایف سی) کے معاملات اور فیصلہ سازی میں شفافیت یقینی بنانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

مزید برآں، رپورٹ میں حکومت کے مالیاتی اختیارات پر سخت حدود کا تقاضا کیا گیا ہے، جن کے لیے زیادہ پارلیمانی نگرانی ضروری ہے اور اینٹی کرپشن اداروں کی تنظیمِ نو کی سفارش بھی کی گئی ہے، حکومت نے یہ رپورٹ اگست سے روک رکھی تھی۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ایک متحدہ موضوع یہ ہے کہ پالیسی سازی، اس پر عمل درآمد اور نگرانی میں شفافیت اور احتساب میں اضافہ کیا جائے، اس میں معلومات تک بہتر رسائی اور ریاستی و غیر ریاستی اسٹیک ہولڈرز کی صلاحیت بڑھانا شامل ہے تاکہ وہ گورننس اور معاشی فیصلہ سازی میں مؤثر کردار ادا کرسکیں۔

رپورٹ کے مطابق اگر پاکستان، جی سی ڈی اے کی سفارشات کے مطابق گورننس، احتساب اور دیانتداری میں بہتری لاتا ہے تو اسے نمایاں معاشی فوائد حاصل ہوسکتے ہیں، پاکستان 5 سال کے دوران گورننس اصلاحات کا پیکیج نافذ کر کے جی ڈی پی میں 5 سے 6.5 فیصد اضافہ کر سکتا ہے۔ اہم شعبوں میں گورننس اور انسداد بدعنوانی، کاروباری ضابطہ کاری اور بیرونی تجارت کی ریگولیشن میں بہتری شامل ہیں۔

رپورٹ کے مطابق آئی ایم ایف اور حکومت دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ کرپشن کے خطرات سے نمٹنا پائیدار اصلاحات کے لیے ضروری ہے اور انسدادِ بدعنوانی کی کوششیں تب ہی مؤثر ہوتی ہیں جب گورننس کو مضبوط بنانے اور براہِ راست کرپشن سے نمٹنے کے اقدامات کو یکجا کیا جائے۔ اشاریوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وقت کے ساتھ کرپشن پر کنٹرول کمزور ہوا ہے، جس سے عوامی اخراجات کی کارکردگی، محصولات کے حصول اور عدالتی نظام پر اعتماد بری طرح متاثر ہوا ہے۔ جی سی ڈی اے نے ریاستی افعال میں نظام کی کمزوریوں کو بے نقاب کیا اور بتایا کہ پاکستان بجٹ سازی اور مالیاتی معلومات کی رپورٹنگ، سرکاری مالی و غیر مالی وسائل کے انتظام، خصوصاً ترقیاتی اخراجات، سرکاری خریداری اور ریاستی ملکیتی اداروں (ایس او ایز) کی نگرانی میں موجود خامیوں کی وجہ سے کرپشن کے خطرات سے دوچار ہے۔ اس میں یہ بھی نشاندہی کی گئی کہ پاکستان کا ٹیکس نظام حد سے زیادہ پیچیدہ اور غیر شفاف ہے، جسے ایسے ٹیکس اور کسٹم ادارے چلاتے ہیں جن کی صلاحیت، انتظام اور نگرانی ناکافی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عدالتی شعبہ تنظیمی طور پر پیچیدہ ہے، معاہدوں پر عملدرآمد یا جائیداد کے حقوق کا تحفظ مؤثر طریقے سے نہیں کرسکتا، جس کی وجہ اس کی کارکردگی کے مسائل، فرسودہ قوانین اور ججوں اور عدالتی عملے کی دیانت داری سے متعلق خدشات ہیں۔

آئی ایم ایف نے مطالبہ کیا کہ تمام سرکاری خریداریوں میں ریاستی اداروں (ایس او ایز) کو دی جانے والی ترجیحات، بشمول براہِ راست ٹھیکے دینے کی خصوصی دفعات ختم کی جائیں، 12 ماہ کے اندر تمام سرکاری لین دین کے لیے ای-گورننس پروکیورمنٹ کا استعمال لازمی بنایا جائے۔ رپورٹ میں ایس آئی ایف سی کی پہلی سالانہ رپورٹ فوراً تیار کرنے اور عوام کے سامنے پیش کرنے کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے، جس میں اس کے ذریعے کرائی گئی تمام سرمایہ کاریوں، دی گئی مراعات (ٹیکس، پالیسی، ضابطہ جاتی یا قانونی)، تفصیلی جواز اور نتائج شامل ہوں۔

رپورٹ میں کہا گیا کہ ایس آئی ایف سی کے وسیع اور متنوع اختیارات کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ وہ اپنے کاموں کے لیے واضح طریقہ؟ کار تیار کرے اور شفافیت بڑھائی جائے تاکہ مؤثر نگرانی اور احتساب ممکن ہوسکے۔

رپورٹ نے ایس آئی ایف سی کے قیام اور اس کے عملے کو فیصلوں میں حاصل استثنٰی پر بھی سوالات اٹھائے، بتایا گیا کہ کونسل سرمایہ کاری اور نجکاری کی رفتار بڑھانے کے لیے سرمایہ کاری بورڈ (بی او آئی) کے قانون میں ترمیم کے ذریعے قائم کی گئی، لیکن بی او آئی اب بھی موجود ہے۔

رپورٹ کے مطابق بدعنوانی کے خطرات کا مالیاتی کارکردگی پر بھی گہرا اثر پڑتا ہے، دیگر عوامل کے باوجود پاکستان کا ٹیکس-جی ڈی پی تناسب کم اور گرتا ہوا ہے، جس کی اہم وجوہات ٹیکس نظام کی پیچیدگی، قواعد میں بار بار تبدیلی اور حکومت پر کم عوامی اعتماد ہیں۔

رپورٹ میں بتایا گیا کہ حکومت کے پاس عوامی وسائل کے استعمال میں وسیع صوابدیدی اختیارات موجود ہیں، کیونکہ بجٹ میں منظور شدہ رقوم اور اصل اخراجات میں بڑا فرق ہے، جب کہ بجٹ امور میں عوامی شفافیت اور پارلیمانی شمولیت محدود ہے۔

صوابدیدی رقوم زیادہ تر ان اضلاع کو دی جاتی ہیں، جن کی نمائندگی حکومت یا اعلیٰ بیوروکریسی کرتی ہے، جس سے سیاسی اثر ورسوخ کا امکان بڑھ جاتا ہے، اس کا نتیجہ عوامی سرمایہ کاری پر کم منافع کی صورت میں نکلتا ہے۔

کنزیومرواچ رپورٹ

عالمی مالیاتی ادارہ (آئی ایم ایف) نے پاکستان کے کمزور مالیاتی نظم ونسق، بجٹ کے غیر مؤثر اطلاق اور نقدی کے انتظام میں بے ضابطگیوں پر گہرے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔
اگرچہ پاکستان اب آئی ایم ایف کے 24ویں پروگرام کے تحت وزارتِ خزانہ کے ساتھ براہِ راست کام کر رہا ہے، تاہم عالمی ادارے کے مطابق شفافیت، احتساب اور مالی حکمرانی کے بنیادی شعبوں میں ابھی بھی نمایاں کمزوریاں موجود ہیں۔
آئی ایم ایف نے اپنی گورننس اور بدعنوانی کی

متاثر ہوتی ہے بلکہ سیاسی یا ذاتی مقاصد کے لیے سرکاری پیسے کے غلط استعمال کے امکانات بھی بڑھ جاتے ہیں۔

نقدی اور قرض کے انتظام میں رکاوٹیں

آئی ایم ایف کے مطابق پاکستان کا موجودہ ڈیبٹ مینجمنٹ سسٹم کئی اداروں کے درمیان تقسیم ہے۔ اداروں کے اختیارات اور ذمہ داریاں واضح نہ ہونے کے سبب نہ صرف فیصلہ سازی سست ہوتی ہے بلکہ مربوط حکمت عملی بھی

یہ حالات نہ صرف مالیاتی نظم وضبط کو متاثر کرتے ہیں بلکہ عوامی فنڈز کے غلط استعمال کے امکانات بڑھاتے ہیں۔
بجٹ کے اطلاق میں عملی خامیاں
رپورٹ کے مطابق پاکستان میں اخراجات کی منظوری کے کئی مراحل آج بھی دستی طور پر مکمل کیے جاتے ہیں اور وہ مالیاتی اکاؤنٹنگ سسٹم میں بروقت ریکارڈ نہیں ہوتے۔ اس وجہ سے:
بجٹ کے نفاذ کے دوران گورننس کے مسائل بڑھتے ہیں
اخراجات کی نگرانی مشکل ہو جاتی ہے

غلط مالی تصویر پیش کرتی ہیں
یہ شکایات پاکستان کے مجموعی بجٹ اختیار کو شدید نقصان پہنچاتی ہیں۔

آئی ایم ایف کی جانب سے فوری اقدامات کا مطالبہ

آئی ایم ایف نے واضح طور پر کہا ہے کہ اگلے 3 سے 6 ماہ کے اندر حکومت کو درج ذیل شعبوں میں فوری اصلاحات کرنا ہوں گی:
ضروری

اصلاحات کی فہرست:
TSA فریم ورک کی ازسرِ نو وضاحت
نقدی کے مؤثر انتظام کے لیے مربوط نظام
کیش فورکاسٹنگ یونٹ کی فوری فعالیت
کیش کوآرڈینیشن کمیٹی کے باقاعدہ اجلاس
پارلیمانی نگرانی کا مضبوط نظام
بینک اکاؤنٹس کے سود سے متعلق شفافیت
دستی مراحل کو ڈیجیٹلائز کرنا
بدعنوانی کے خطرات کم کرنے کے لیے ادارہ جاتی اصلاحات

آئی ایم ایف کی رپورٹ: پاکستان کے مالیاتی نظم ونسق پر سنگین تحفظات

تشخیصی رپورٹ (GCDAR) میں پاکستان کی مالیاتی کارکردگی کو کئی پہلوؤں سے ناکافی قرار دیتے ہوئے فوری اصلاحات کا مطالبہ کیا ہے۔

کمزور مالی نظم ونسق اور شفافیت کی کمی

رپورٹ کے مطابق پاکستان گزشتہ دو برس میں کچھ بہتری لانے میں کامیاب ضرور ہوا ہے، مگر عمومی طور پر ملک کی بجٹ ساکھ اب بھی کمزور ہے۔ بجٹ کی تیاری اور اس کے حقیقی نفاذ کے درمیان بڑا فرق پایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے:
حکومتی ترقیاتی منصوبے تاخیر کا شکار ہوتے ہیں
منصوبوں کی لاگت میں اضافہ ہوتا ہے
بجٹ کا مؤثر طریقے سے استعمال ممکن نہیں رہتا
آئی ایم ایف کا کہنا ہے کہ عوامی سرمایہ کاری کے انتظام میں متعدد خامیاں موجود ہیں جن سے ترقیاتی فنڈنگ غیر یقینی ہو جاتی ہے اور حکومتی مالیاتی نظام پر عوام کا اعتماد مجروح ہوتا ہے۔

سنگل ٹریژری اکاؤنٹ (TSA) میں اہم کمزوریاں

آئی ایم ایف نے شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کا موجودہ سنگل ٹریژری اکاؤنٹ فریم ورک مبہم، غیر واضح اور مؤثر نقدی کنٹرول کے تقاضوں پر پورا نہیں اترتا۔
اہم مسائل میں شامل ہیں:
TSA کی حدود اور دائرہ کار واضح نہیں
مختلف سرکاری ادارے روایتی احتساب سے باہر رہ کر بجٹ استعمال کرتے ہیں۔ حکومتی نقدی بیلنس متعدد اکاؤنٹس میں بکھرا ہوا ہے
بینکوں میں موجود سرکاری کھاتوں کے سود کا حساب غیر واضح ہے
ان مسائل کے باعث نہ صرف مالیاتی شفافیت

تشکیل نہیں پاتی۔
اہم ادارہ جاتی مسائل:
قرض کے انتظام سے متعلق مختلف اداروں کے اختیارات ایک دوسرے سے متصادم
نقدی کے اندازوں کے لیے مستقبل بینی اور ڈیٹا بیسڈ سسٹم کا فقدان
سی سی سی (کیش کوآرڈینیشن کمیٹی) کا غیر فعال یا غیر مستقل اجلاس

واضح کیا کہ پاکستان کا موجودہ فریم ورک بدعنوانی کے خطرات کو کم کرنے میں ناکام ہے۔ خاص طور پر وہ ادارے جو بجٹ کے وسائل استعمال کرتے ہوئے بھی روایتی احتسابی میکانزم سے باہر رہتے ہیں، ریاستی نظام کو کمزور کرتے ہیں۔
اہم نکات:
بار بار کی بجٹ ترامیم اصل مالیاتی فیصلوں کو غیر شفاف بناتی ہیں

شفافیت کم ہوتی ہے
غیر ضروری یا زائد ادائیگیاں سامنے آ سکتی ہیں
دیگر ممالک کے مقابلے میں پاکستان کا پبلک مینجمنٹ فائنشیل سسٹم ابھی تک جدید ترین ٹیکنالوجی سے ہم آہنگ نہیں ہو پایا۔

سرکاری وسائل کے استعمال میں تضادات

آئی ایم ایف نے اس بات پر بھی زور دیا کہ سرکاری اداروں کے بینک اکاؤنٹس میں موجود

آئی ایم ایف کا کہنا ہے کہ جب تک یہ بنیادی کمزوریاں دور نہیں کی جاتیں، پاکستان کے مالیاتی نظم ونسق میں بہتری ممکن نہیں۔
:اصلاحات ناگزیر ہو چکی ہیں
رپورٹ واضح کرتی ہے کہ پاکستان کی موجودہ مالیاتی حکمرانی نہ صرف غیر مؤثر ہے بلکہ بدعنوانی،

کیش فورکاسٹنگ یونٹ (CFU) کا مکمل طور پر غیر فعال ہونا
یہ صورتحال حکومتی ادائیگیوں، قرض کی واپسی اور نقدی کے بہاؤ کے درست تخمینے میں شدید رکاوٹ بنتی ہے۔

بدعنوانی اور کمزور احتساب کے خطرات

آئی ایم ایف نے اپنی تشخیصی رپورٹ میں

2024-25 کے بجٹ میں قومی اسمبلی نے 940 ارب روپے کے اضافی اخراجات کی منظوری دی
حلقہ جاتی ترقیاتی فنڈز سرمایہ کاری کے پورے نظام کو غیر متوازن کرتے ہیں
سرکاری عہدیداروں کو غیر معمولی صوابدید حاصل ہے

رقوم، ان پر ملنے والا سود اور ان کی ملکیت سے متعلق کئی سوالات اب تک حل طلب ہیں:
یہ واضح نہیں کہ سود حکومتی خزانے میں شامل ہوتا بھی ہے یا نہیں
بینکوں کے پاس پڑے سرکاری فنڈز قومی ترقیاتی ترجیحات کے لیے استعمال نہیں ہو پاتے
مختلف اکاؤنٹس میں بکھری ہوئی رقوم حکومت کو

غلط استعمال اور کمزور احتساب کے خطرات سے بھی دوچار ہے۔ یہ کمزوریاں ملکی معیشت کے لیے طویل المدت خطرہ ہیں۔
آئی ایم ایف کا کہنا ہے کہ پاکستان کے لیے مضبوط مالیاتی نظم وضبط، شفاف حکمرانی اور جدید نقدی و قرض انتظام اب انتخاب نہیں بلکہ ضرورت بن چکے ہیں۔

کنزیومرواچ

Over 190K Followers on social media now shining in print too

سخنور شکاگو کا عالمی گولڈن جوبلی مشاعرہ

عابد رشید نے شکاگو میں عالمی مشاعرہ کی بنیاد رکھ دی

جہانِ امریکا

حمیرا گُل تشنہ

گزشتہ دنوں امریکا کے شہر شکاگو میں اردو کی ادبی تنظیم "سخنور شکاگو" کے زیرِاہتمام "بیادِ فیض احمد فیض" گولڈن جوبلی عالمی مشاعرہ کا انعقاد کیا گیا۔ مشاعرے کی صدارت شکاگو کے سینئر و ممتاز شاعر ڈاکٹر توفیق انصاری احمد نے فرمائی۔ شکاگو میں پاکستان کے نئے قونصل جنرل زمان مہدی اس تقریب کے مہمانِ خصوصی تھے۔ پاکستان سے دورِ حاضر کے ممتاز شاعر عباس تابش اور ہیوسٹن سے معروف شاعر غضنفر ہاشمی نے خصوصی شرکت فرمائی۔ اس مشاعرے میں ناہید ورک کے شعری مجموعہ "کوئی نہیں دوست" اور طاہرہ ردا کے شعری مجموعہ "تیرے نام کے سارے شعر" کی تقریبِ پزیرائی کا اہتمام بھی کیا گیا۔ جہاں عباس تابش اور غضنفر ہاشمی نے کتابوں پر اپنی قیمتی گفتگو بھی کی۔ شکاگو، امریکہ میں سخنور شکاگو اور عابد رشید کی اردو ادب کے فروغ کے لئے کی جانے والی کاوشیں قابلِ تحسین ہیں۔ ہر سال کی طرح اس سال سخنور شکاگو کے پچاسویں عالمی مشاعرہ کا بروز ہفتہ، 22 نومبر کو شام 6 بجے، فاؤنٹین ویو ریکری ایشن سنٹر، کیرل سٹریم میں انعقاد کیا گیا۔ جس میں پاکستان کے ممتاز شاعر عباس تابش اور ہیوسٹن سے ممتاز ادیب اور شاعر غضنفر ہاشمی نے اس مشاعرے میں خصوصی شرکت فرمائی۔ پاکستان سے راشد حسین خان، انڈیا سے خواجہ فریدالدین صادق اور امریکہ کی مختلف ریاستوں سے نامور شعرائے کرام نے اس مشاعرے میں شرکت کی۔

مشاعرے میں کلام پیش کرنے والے شعرا میں شامل راشد حسین خان (پاکستان)، ڈاکٹر خواجہ فریدالدین صادق (انڈیا) ناہید ورک (مشی گن) ڈاکٹر فرحت شیریں (سینٹ لوئیس)، شمسہ نجم (کیلیفورنیا)، ڈاکٹر پاشا سعید، اشرف خان، عتیق حیدر، (اوہائیو)، ڈاکٹر سلیم تورانیہ (وسکونسن)، اور راکندکور (انڈیانا)۔

پروگرام کا آغاز ڈاکٹر افضال الرحمٰن کی تلاوت کلامِ پاک سے ہوا۔ شکاگو سے جن ممتاز شعرائے کرام نے اس مشاعرے میں شرکت فرمائی اُن کے نام درجِ ذیل ہیں۔

مشاعرے میں کلام پیش کرنے والے شکاگو کے مقامی شعرا میں ڈاکٹر منیرالزماں منیر، غلام مصطفٰے انجم، نذر نقوی، طاہرہ ردا، کشش ہوشیار پوری، ساجد چودھری، محبوب علی خان، ڈاکٹر افضال الرحمٰن افسر، راشد رحیمی، راز رنگونی اور بدر اسلام۔ شامل تھے۔

ناہید ورک کے شعری مجموعہ "کوئی نہیں دوست" کی تقریبِ پزیراء کے موقع پر عباس تابش اور غلام مصطفٰے انجم نے تبصرہ کیا۔ اس کے علاوہ، طاہرہ ردا کے شعری مجموعہ "تیرے نام کے سارے شعر" کی تقریبِ پزیرائی کے موقع پر غضنفر ہاشمی اور ڈاکٹر توفیق انصاری احمد نے طاہرہ ردا کی شاعری پر اظہارِ خیال کیا۔ اس مشاعرے کی نظامت کنیکٹیکٹ سے شامل ہونے والی ممتاز نوجوان شاعرہ حمیرا گُل تشتنہ نے کی۔ اس مشاعری کے ناظمِ اعلٰی سخنور شکاگو اور حریمِ نعت کے روحِ رواں اور شکاگو کی ممتاز ادبی شخصیت عابد رشید (جو کسی تعارف کے محتاج نہیں) تھے۔ شکاگو میں پاکستان کے نئے قونصل جنرل زمان مہدی اس تقریب میزن بطورِ مہمانِ خصوصی شامل رہے۔ اور آخر میں تقریب سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے شکاگو کی ادبی تنظیموں کی انتھک کاوشوں کو سراہا۔ سخنور شکاگو کا گولڈن جوبلی مشاعرہ ایک بے حد کامیاب مشاعرہ رہا۔ اس مشاعرے میں گولڈن جوبلی کی تقریب کے حوالے سے کیک بھی کاٹا گیا۔ شکاگو اور اس کے مضافات سے ادب کے شائقین کی ایک بڑی تعداد میں مشاعرے میں موجود تھی۔ سخنور شکاگو کا مشاعرہ اپنی نوعیت اور روایات کے مطابق ایک انتہائی کامیاب مشاعرہ رہا۔ سخنور شکاگو اپنے خوبصورت، منظّم اور باقاعدگی سے مشاعرے منعقد کرنے کی وجہ سے ادبی دنیا میں ایک بلند معیار کی علامت مانا جاتا ہے۔ بائیس نومبر 2025 کو ہونے والا مشاعرہ بھی یقیناً ایک باوقار، معیاری اور کامیاب تقریب تھی۔ پروگرام کے دوران مہمانوں کے لیے ریفریشمنٹ کا اور لذیذ طعام کا اہتمام کیا گیا۔ مشاعرے میں شامل سامعین اس کامیاب مشاعرے سے بہت سی خوشگوار یادیں لے کر رخصت ہوئے۔ (نوٹ) اس مشاعرہ کی رکارڈنگ فیس بک اور یوٹیوب پر دیکھی جاسکتی ہے۔ سوشل میڈیا پہ سخنور شکاگو کے پیج اور چینل پر پروگرام کی ریکارڈنگ دیکھی جاسکتی ہے۔

کنزیومر واچ رپورٹ

ریکوڈک

بیرک مائننگ کارپوریشن کی ممکنہ واپسی کی خبروں کے باوجودِ منصوبے سے غیر متزلزل وابستگی

بیرک مائننگ کارپوریشن کے عبوری چیف ایگزیکٹوا؟فیسر (سی ای او) مارک ہل نے منگل کے روز واضح کیا ہے کہ کمپنی پاکستان میں ریکوڈک تانبے اور سونے کی کان کے منصوبے سے متعلق اپنے عزم پر قائم ہے، حالانکہ حالیہ ہفتوں میں کمپنی کی جانب سے ممکنہ اثاثہ تقسیم اور کچھ منصوبوں کی فروخت سے متعلق افواہیں زیرگردش رہیں۔ عالمی سطح پر معدنیات کی صنعت میں ریکوڈک جیسے بڑے ذخائر کی اہمیت کے تناظر میں یہ بیان پاکستان اور بین الاقوامی سرمایہ کاروں دونوں کے لیے قابلِ توجہ ہے۔

ڈان اخبار میں شائع برطانوی خبر رساں ادارے ’رائٹرز‘ کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 7 ارب ڈالر مالیت کا یہ میگا پراجیکٹ بلوچستان کے دوردراز اور امن وامان کے چیلنجز سے دوچار مغربی علاقے میں واقع ہے۔ ریکوڈک دنیا میں تانبے کے سب سے بڑے غیر ترقی یافتہ ذخائر میں شمار ہوتا ہے۔ اس منصوبے پر پاکستان اور بیرک مائننگ کے درمیان مساوی شراکت داری ہے، اور منصوبے کی پیداوار 2028 کے آخر تک شروع ہونے کی توقع کی جارہی ہے۔

اثاثہ تقسیم کی خبروں پر وضاحت

رواں ماہ رائٹرز نے باخبر ذرائع کے حوالے سے بتایا تھا کہ بیرک مائننگ کا بورڈ کمپنی کے عالمی اثاثوں کی ممکنہ تنظیمِ نو یا تقسیم پر غور کر رہا ہے، جس میں ریکوڈک منصوبہ اور کمپنی کے افریقی اثاثے بھی شامل تھے۔ اس خبر نے منصوبے کی مستقبل کی سمت کے حوالے سے بے یقینی کو جنم دیا۔ تاہم مارک ہل نے ان خدشات کو رد کرتے ہوئے کہا کہ بیرک نہ صرف پاکستان بلکہ ریکوڈک منصوبے پر اپنی وابستگی برقرار رکھے ہوئے ہے اور کسی قسم کی پسپائی کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

ان کا کہنا تھا کہ "بیرک ریکوڈک منصوبے اور پاکستان کے ساتھ اپنے عزم پر قائم ہے"۔ سی ای او کے اس بیان نے واضح کر دیا کہ کمپنی کے طویل المدتی وژن میں ریکوڈک اب بھی کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔

سکیورٹی اور رسائی کے چیلنجز

بلوچستان میں گزشتہ کئی برسوں سے دہشت گردی کے واقعات کا سلسلہ وقفے وقفے سے جاری ہے، جس کے باعث خطے میں بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری کرنے والی کمپنیوں کے لیے سکیورٹی ہمیشہ سے ایک بڑا مسئلہ رہا ہے۔ ریکوڈک جیسا بھاری سرمایہ کاری والا منصوبہ بھی ان چیلنجز سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ کان تک سکیورٹی رسائی، نقل وحمل کے راستے، اور کان کے مزدوروں اور سرکاری اہلکاروں کی حفاظت جیسے مسائل اس منصوبے کے بنیادی نکات میں سے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق منصوبے کے لیے ریلوے لائن کی اپ گریڈیشن بھی درکار ہے، تاکہ کان سے نکلنے والے تانبے کے کنسنٹریٹ کو کراچی منتقل کیا جاسکے، جہاں اسے مزید پراسیسنگ کے لیے بھیجا جائے گا۔ یہ اپ گریڈیشن نہ صرف اس منصوبے بلکہ بلوچستان میں اقتصادی ڈھانچے کی مضبوطی کے لیے بھی اہم سمجھی جاتی ہے۔

سرمایہ کاری اور فنانسنگ

ریکوڈک کے پہلے مرحلے کے لیے بین الاقوامی مالیاتی ادارے جیسے انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن (IFC)، ایشیائی ترقیاتی بینک (ADB)، اور دیگر قرض دہندگان مجموعی طور پر 2 ارب 60 کروڑ ڈالر سے زائد کے فنڈنگ پیکج پر کام کر رہے ہیں۔ یہ فنانسنگ نہ صرف بیرک بلکہ پاکستان کے لیے بھی خوش آئند پیش رفت ہے، کیونکہ یہ منصوبہ ملکی معیشت میں طویل المدتی سرمایہ کاری کی نئی راہیں ہموار کرسکتا ہے۔

ریکوڈک نے صرف 2024 کے دوران بیرک کے سونے کے ذخائر میں 1 کروڑ 30 لاکھ اونس کا اضافہ کیا۔ منصوبے کے پہلے مرحلے میں سالانہ 2 لاکھ ٹن تانبہ پیدا کرنے کی توقع کی جارہی ہے، جو مستقبل میں توسیع کے بعد دوگنا ہوسکتی ہے۔ یہ اعدادوشمار ظاہر کرتے ہیں کہ منصوبہ طویل المدتی منافع اور استحکام کی بنیاد ثابت ہوسکتا ہے۔

مزید یہ کہ 37 سال کے آپریشنل عرصے میں منصوبے سے 70 ارب ڈالر سے زائد کے فری کیش فلو کا تخمینہ لگایا گیا ہے، جو اسے دنیا کے منافع بخش ترین کان کنی منصوبوں میں سے ایک بناتا ہے۔

پاکستان کی معدنی حکمتِ عملی اور ریکوڈک کی اہمیت

اسلام آباد حکومت کی خواہش ہے کہ ریکوڈک کو اپنی نئی معدنی پالیسی کی بنیاد بنایا جائے، تاکہ ملک کے معدنیات کے شعبے میں براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کو فروغ دیا جا سکے۔ ملک میں معدنیات کے شعبے میں اصلاحات کی ضرورت طویل عرصے سے محسوس کی جارہی ہے، اور ریکوڈک اس سلسلے میں ایک فلیگ شپ پروجیکٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔

بیرک مائننگ کی جانب سے ان بیانات نے پاکستان کے لیے اس منصوبے کی اہمیت کو مزید اجاگر کر دیا ہے۔ حکومت اور کمپنی دونوں اس منصوبے کو طویل المدتی معاشی استحکام اور صنعتی ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

سرمایہ کاروں کے خدشات اور بورڈ کی رائے

دوسری جانب رائٹرز نے اس ماہ ذرائع کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا تھا کہ بیرک کے کچھ بورڈ ممبران اور بین الاقوامی شیئر ہولڈرز پاکستان اور افریقہ میں موجود اثاثوں کے حوالے سے فکرمند ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ پاکستان اور افریقہ جیسے علاقوں میں خطرات زیادہ ہیں، جو کمپنی کی مجموعی ویلیوایشن پر اثرانداز ہوسکتے ہیں، خاص طور پر جب انہیں شمالی امریکا کے نسبتاً محفوظ آپریشنز سے موازنہ کیا

مزید یہ کہ اگر بیرک کے لیے کوئی بڑی ملٹی بلین ڈالر خریداری کی پیش رفت سامنے آتی ہے تو ایسے خطرے والے اثاثے سرمایہ کاروں کے لیے تشویش کا باعث بن سکتے ہیں۔ تاہم کمپنی کی انتظامیہ نے واضح کیا ہے کہ ریکوڈک نہ صرف منافع بخش منصوبہ ہے بلکہ اس کی عالمی معاشی اہمیت بھی غیر معمولی ہے۔

قانونی تنازعات سے واپسی تک کا سفر

2022 میں پاکستان اور بیرک کے درمیان کئی برسوں تک جاری رہنے والا قانونی تنازع ختم ہوا، جس کے بعد بیرک مائننگ نے پاکستان میں دوبارہ سرمایہ کاری کا فیصلہ کیا۔ معاہدے کی بحالی کے بعد ریکوڈک منصوبہ پاکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری کا فلیگ شپ پروجیکٹ بن کر سامنے آیا۔ اس فیصلے نے پاکستان کے لیے بین الاقوامی سطح پر بھی مثبت پیغام دیا کہ ملک سرمایہ کاروں کے لیے پرکشش مواقع فراہم کرسکتا ہے۔

بیرک مائننگ کے حالیہ بیان نے ریکوڈک منصوبے کے مستقبل پر چھائے خدشات کو کافی حد تک کم کر دیا ہے۔ اگرچہ سکیورٹی، رسائی، فنانسنگ اور عالمی سرمایہ کاروں کے تحفظات جیسے چیلنجز موجود ہیں، مگر اس منصوبے کی معاشی اور تکنیکی اہمیت دونوں ممالک کے لیے یکساں طور پر اہم ہیں۔ ریکوڈک نہ صرف پاکستان کی معدنی ترقی کی بنیاد بن سکتا ہے بلکہ بیرک کے لیے بھی عالمی سطح پر ایک مضبوط سرمایہ کاری ثابت ہوسکتا ہے۔

کنزیومرواچ رپورٹ

اعلیٰ سرکاری عہدیداروں کے اثاثہ جات کے گوشوارے 2026 میں شائع ہوں گے

عالمی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) کی جانب سے ملک کے سب سے بڑے احتسابی ادارے، قومی احتساب بیورو (نیب) کو سیاسی سمجھوتہ قرار دیے جانے کے بعد حکومت نے اعلیٰ سرکاری عہدیداروں کے اثاثہ جات کے گوشواروں کو 2026 میں شائع کرنے پر اتفاق کرلیا، تاکہ ملک میں بدعنوانی کے پھیلاؤ کے خلاف احتساب اور شفافیت کے معیار کو بہتر بنایا جاسکے۔

رپورٹ کے مطابق وزارت خزانہ کی جانب سے جاری کردہ آئی ایم ایف کی گورننس اور کرپشن ڈائگناسٹک اسیسمنٹ (جی سی ڈی اے) کے مطابق (جو 7 ارب ڈالر کے قرضہ پروگرام کا ایک اسٹرکچرل بینچ مارک ہے)، دونوں فریقین نے قریبی مدت کے ایکشن پلان کے تحت وفاقی سول سروس کے اعلیٰ عہدیداروں میں احتساب اور شفافیت کو مضبوط بنانے کے لیے 2026 میں اثاثہ جات کے گوشواروں کی اشاعت کا آغاز کرنے اور ان گوشواروں کی رسک بیسڈ تصدیق متعارف کروانے پر اتفاق کیا ہے۔

طویل المدتی منصوبے کے تحت دونوں فریقین نے اتفاق کیا ہے کہ اعلیٰ سرکاری عہدیداروں کے اثاثہ جات کے گوشواروں کو جمع کرنے، ڈیجیٹل بنانے اور شائع کرنے کے لیے ایک مرکزی اتھارٹی قائم کرنے پر غور کیا جائے، جس کے پاس رسک بیسڈ تصدیق کے لیے مناسب اختیارات اور وسائل موجود ہوں۔ تاہم، آئی ایم ایف پروگرام کی مدت ختم ہونے کے باعث یہ منصوبہ غیر واضح مستقبل کا شکار ہوسکتا ہے۔ درمیانی مدت میں قرض دینے والے ادارے نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ نیب کے سربراہ کے تقرری کے طریقہ کار کو مضبوط بنانے، تحقیقاتی صلاحیتوں میں اضافہ کرنے اور مضبوط اندرونی احتسابی نظام قائم کرنے کے ذریعے اعلیٰ سطح کی کرپشن کی تحقیقات میں نیب کی آزادی اور مؤثریت کو بڑھایا جائے۔

رپورٹ نے سرکاری مشینری، خاص طور پر سینئر ریونیو حکام، کے اندر کرپشن سے متعلق تادیبی کارروائیوں کو ناکافی قرار دیتے ہوئے کہا کہ اُن کے تحقیقاتی اختیارات صرف انٹرویوز کرنے اور اثاثہ جات کے گوشوارے چیک کرنے تک محدود ہیں۔

رپورٹ میں کہا گیا کہ ان کی سزا معمولی (ترقی روک دینا) سے لے کر بڑی (ملازمت سے برطرفی) تک ہوسکتی ہے، لیکن اس میں فوجداری کارروائی شامل نہیں ہے، حالانکہ فوجداری کارروائی قانونی طور پر ممکن ہے لیکن عملی طور پر بہت کم کی جاتی ہے۔

فیڈرل بورڈ آف ریونیو (ایف بی آر) حالیہ برسوں میں فوجداری مقدمات کی تعداد سے متعلق ڈیٹا فراہم کرنے میں ناکام رہا ہے۔

رپورٹ کے مطابق اگرچہ فوجداری مقدمات بدعنوانی کے خلاف روک تھام کا سبب بن سکتے ہیں لیکن اس کا مؤثر اثر محدود رہتا ہے کیونکہ اس کا اطلاق بہت کم ہوتا ہے اور اعلیٰ عہدیدار عملی طور پر استثنیٰ رکھتے ہیں۔ مزید کہا گیا کہ صوبوں میں، اینٹی کرپشن ایجنسیاں تحقیقات شروع کرنے سے قبل اعلیٰ صوبائی حکام سے اجازت لینے کی پابند ہیں جب کہ پاکستان کے اس سیاسی نظام کے تناظر میں، یہ خطرہ موجود ہے کہ کرپشن کی تحقیقات اُن افراد کے خلاف آگے نہ بڑھ سکیں جو صوبائی حکمرانوں کے اتحادی یا حمایت یافتہ ہوں۔

علاوہ ازیں، تحقیقاتی صلاحیتوں اور تربیت کو مزید نقصان اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ان ایجنسیوں کو نادرا، ٹیکس معلومات، اثاثہ جات کے گوشواروں اور بینک اکاؤنٹس جیسے ڈیٹا بیس تک رسائی حاصل نہیں ہوتی۔

رپورٹ کے مطابق سرکاری افسران کے اثاثہ جات کے گوشواروں کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ وہ سخت رسک بیسڈ تصدیق کے تابع نہیں، جو بدعنوانی کی روک تھام میں اس نظام کے مؤثر کردار کو کمزور کرتا ہے۔

مزید برآں، پاکستان میں اثاثہ جات کے گوشواروں کا نظام بکھرا ہوا ہے، سرکاری ملازمین یا عوامی عہدیداروں، خدمات انجام دینے والے فوجی اہلکاروں اور عدلیہ کے لیے اثاثہ جات کے گوشواروں کے تقاضے الگ الگ ہیں۔

فوجی اہلکاروں کے لیے اثاثہ جات کے گوشواروں کے جو قواعد ہیں وہ عام نہیں کیے جاتے جب کہ تمام عوامی عہدیدار اور وفاقی وصوبائی سرکاری ملازمین، بطور ٹیکس دہندگان، انکم ٹیکس آرڈیننس کے تحت سالانہ انکم ٹیکس ریٹرن اور ویلتھ اسٹیٹمنٹ جمع کروانے کے پابند ہیں، لیکن یہ ٹیکس کے مقاصد کے لیے ہوتی ہیں، انسدادِ بدعنوانی کے مقاصد کے لیے نہیں۔

عدلیہ کے معاملے میں، ہر جج کو اپنے اثاثہ جات کے گوشوارے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کو جمع کروانے ہوتے ہیں، تاہم یہ بھی عوام کے لیے عام نہیں کیے جاتے۔

رپورٹ میں بتایا گیا کہ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ نیب کے چیئرمین اور دیگر سینئر افسران کے اثاثہ جات کے گوشوارے بھی رازداری کے مسائل کے باعث ظاہر نہیں کیے جاسکتے، یہ انتہائی اہم ہے کہ اثاثہ جات کے گوشوارے جمع کرنے اور ان کی تصدیق کے لیے ایک مضبوط، آزاد اور قابلِ اعتبار نظام موجود ہو۔

رپورٹ میں مزید کہا گیا کہ طرزِ زندگی کی نگرانی یعنی سرکاری اہلکار کے معیارِ زندگی اور اُن کی ظاہر کردہ آمدن اور اثاثہ جات کا تقابل بھی غیر قانونی دولت کے سراغ تک پہنچنے اور بدعنوانی کی روک تھام کے لیے ایک موثر طریقہ ثابت ہوسکتا ہے۔

رپورٹ کے مطابق نیب کے چیئرمین کی تقرری کا موجودہ طریقہ 'سیاسی سمجھوتہ' ہے، حکومت اور اپوزیشن کے درمیان چیئرمین نیب کے انتخاب پر اتفاق رائے میرٹ پر مبنی، کھلی اور مسابقتی تقرری کے عمل کے بجائے سیاسی سمجھوتوں کا باعث بنتا ہے۔

عالمی انسدادِ بدعنوانی کے بہترین طریقوں کے مطابق رپورٹ نے تجویز پیش کی کہ چیئرمین نیب کے تقرری کا عمل اس طرح بہتر بنایا جائے کہ انتظامیہ، اپوزیشن، عدلیہ، سول سروس، اکیڈمیا اور سول سوسائٹی کے نمائندوں پر مشتمل ایک ملٹی اسٹیک ہولڈر کمیشن کھلے، اصولوں پر مبنی، سخت اور شفاف مقابلے کے ذریعے انتخاب کرے۔

رپورٹ نے اس بات پر بھی تشویش ظاہر کی کہ پراسیکیوٹرز اور چیئرمین نیب کے لیے موجودہ اہلیت کے معیارات بہت وسیع ہیں اور صرف ریٹائرڈ اعلیٰ عہدیداروں (سابق چیف جسٹس یا سپریم کورٹ کے جج، ہائی کورٹ کے چیف جسٹس، مسلح افواج کے افسران یا گریڈ 22 کے وفاقی افسران) تک محدود ہیں، جس سے اہل امیدواروں کا دائرہ مزید سکڑ جاتا ہے۔

آخر میں آئی ایم ایف نے مشورہ دیا کہ نیب کے اندرونی کنٹرول عمل کے آڈٹ کے لیے ایک خود مختار اور کثیر شراکتی نگرانی کا ادارہ تشکیل دیا جائے، تاکہ شفافیت اور ادارے کی ساکھ میں نمایاں بہتری لائی جاسکے اور سیاسی اثر و رسوخ کے خطرات کم سے کم ہوں۔

پاکستانیوں کیلئے یو اے ای ویزہ بندش

سفارتی، معاشی اور سماجی پس منظر میں ایک جامع تجزیہ

کنزیومرواچ رپورٹ

متحدہ عرب امارات (یو اے ای) کی جانب سے پاکستانیوں کے لیے ویزا روکنے کی خبریں نہ صرف تشویش ناک ہیں بلکہ پاکستان کے لیے سفارتی، معاشی اور سماجی سطح پر دور رس اثرات رکھتی ہیں۔ ایڈیشنل سیکریٹری داخلہ سلمان چوہدری کی سینیٹ کمیٹی کو دی گئی بریفنگ نے کئی ایسے سوالات کو جنم دیا ہے جن کا براہِ راست تعلق پاکستان کی خارجہ پالیسی، سفارتی حکمتِ عملی، خطے میں بدلتے حالات اور تارکین وطن کے مستقبل سے ہے۔

پس منظر: پاکستان – یو اے ای تعلقات کی نوعیت

پاکستان اور یو اے ای کے تعلقات ہمیشہ سے قریبی رہے ہیں۔ خلیجی ریاستیں، خصوصاً یو اے ای، پاکستان کے لیے:

ایک بڑا تجارتی شراکت دار، ترسیلات زر کا اہم ذریعہ، روزگار کے مواقع فراہم کرنے والا بنیادی خطہ، سرمایہ کاری اور دفاعی تعاون کا مرکز

رہے ہیں۔ لاکھوں پاکستانی یو اے ای میں ملازمت کرتے ہیں اور ان کی بھیجی گئی ترسیلات پاکستان کی معیشت کو سہارا دیتی ہیں۔ اس وجہ سے ویزہ پالیسی میں کسی بھی قسم کی سختی پاکستان کے اقتصادی استحکام کے لیے خطرے کی گھنٹی ہوتی ہے۔

حالیہ پیش رفت: ویزہ بندش کی تصدیق

سینیٹ کی انسانی حقوق کمیٹی کو بریفنگ میں یہ بات سامنے آئی کہ یو اے ای عام پاکستانی پاسپورٹ پر ویزے جاری نہیں کر رہا جبکہ صرف:

ڈپلومیٹک پاسپورٹ

نیلا سرکاری پاسپورٹ

رکھنے والوں کو ویزا جاری کیا جا رہا ہے۔

یہ ایک سخت اقدام ہے جو اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ یو اے ای نے عمومی پاکستانی ورک ویزا اور ویزٹ ویزا پر غیر رسمی پابندی عائد کی ہوئی ہے۔

پابندی کی وجہ: جرائم میں اضافہ؟

وزارتِ داخلہ کے مطابق یو اے ای حکام نے یہ خدشہ ظاہر کیا ہے کہ کچھ پاکستانی افراد وہاں جا کر:

غیر قانونی سرگرمیوں

دھوکا دہی

منشیات

منی لانڈرنگ

جعلی دستاویزات

جیسے جرائم میں ملوث پائے گئے، جس کے نتیجے میں امیگریشن قوانین سخت کیے جا رہے ہیں۔

یہ جواز کسی حد تک یو اے ای کی پیشہ ورانہ اور قانون نافذ کرنے والی پالیسیوں کی ترجمانی کرتا ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ایک معاشرتی اور حکومتی سوال پیدا کرتا ہے کہ ان جرائم کی روک تھام کے لیے پاکستان نے اپنے داخلی نظام میں کیا اقدامات کیے؟

یہ پابندی لمحہ فکریہ کیوں؟

سعودی عرب اور یو اے ای، دونوں کی جانب سے پاکستانی پاسپورٹ پر ممکنہ پابندی کی خبر انتہائی تشویشناک ہے۔

پاکستانی پاسپورٹ پہلے ہی دنیا کے کمزور ترین پاسپورٹس میں شمار ہوتا ہے۔ اگر بڑے خلیجی ممالک مزید پابندیاں لگاتے ہیں تو یہ نہ صرف:

لاکھوں پاکستانی خاندانوں کے لیے معاشی بحران

نئے روزگار کے مواقع کا خاتمہ

ترسیلات زر میں کمی

ملکی معیشت پر دباؤ

کا باعث بنے گا، بلکہ پاکستان کی عالمی ساکھ کو بھی متاثر کرے گا۔

پاکستانی حکومت کی کمزوریاں

یہ صورتحال دراصل پاکستان کے سفارتی اور انتظامی ڈھانچے کی خامیوں کو بھی بے نقاب کرتی ہے:

.1 سفارتی غفلت

یو اے ای کے ساتھ اس قدر گہرے تعلقات کے باوجود پاکستان:

بروقت مذاکرات

شکایات کے تدارک

اعتماد سازی کے اقدامات

نہیں کر سکا۔

.2 انسانی سمگلنگ اور جعلی دستاویزات کا مسئلہ

پاکستان، خصوصاً پنجاب اور سندھ کے بعض علاقوں میں انسانی سمگلنگ اور جعلی ویزہ اسکینڈلز معمول بن چکے ہیں۔

یو اے ای سمیت خلیجی ریاستیں اس وجہ سے پاکستانیوں کے داخلے پر مسلسل نظر رکھے ہوئے ہیں۔

.3 قانون نافذ کرنے والے اداروں کا غیر فعال کردار

اگر چند افراد ملک کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں تو ان کے خلاف موثر کارروائی نہ ہونا بھی حکومتی کارکردگی پر سوالیہ نشان ہے۔

یو اے ای کی پالیسی میں تبدیلی کے عوامل

یو اے ای کے لیے بھی پاکستان اہم ہے، لیکن بین الاقوامی سطح پر:

قانون نافذ کرنے کی سختیاں

داخلی سلامتی کے نئے تقاضے

سفری قوانین کی عالمی سطح پر مضبوطی

ٹیکنالوجی اور امیگریشن سکریننگ کا بڑھتا ہوا رجحان

جیسی وجوہات بھی ویزہ پالیسی میں سختی کا سبب بنتی ہیں۔

معاشی اثرات: ترسیلات زر کو خطرہ

پاکستان کی سالانہ ترسیلات زر کا ایک بڑا حصہ یو اے ای اور سعودی عرب سے آتا ہے۔

اگر:

نئے ورک ویزے بند رہے

موجودہ ملازمین کو مشکلات پیدا ہوئیں

خاندانوں کے لیے وزٹ ویزے نہ ملے

تو اس کا براہِ راست اثر پاکستان کے زرِ مبادلہ ذخائر پر پڑے گا۔

سفارتی حل کی ضرورت

پاکستان کے لیے فوری اقدامات ناگزیر ہیں:

.1 اعلیٰ سطحی سفارتی رابطے

وزیرِ خارجہ، وزیرِ داخلہ اور سفیرِ پاکستان کو مشترکہ حکمت عملی اپنانی چاہیے۔

.2 جرائم میں ملوث افراد کے خلاف سخت کارروائی

پاکستان کو یو اے ای کو یہ یقین دلانا ہوگا کہ ایسے عناصر کے خلاف زیرو ٹالرنس پالیسی ہوگی۔

.3 سمگلنگ اور جعلی دستاویزات روکنے کے اقدامات

ایف آئی اے، امیگریشن اور پاسپورٹ آفس کو اصلاحات کی ضرورت ہے۔

.4 مشترکہ ٹاسک فورس کا قیام

تاکہ دونوں ممالک کے درمیان امیگریشن اور قانونی تعاون بہتر ہو سکے۔

سیاسی پہلو

یہ خبر ایسے وقت میں سامنے آئی ہے جب پاکستان:

معاشی بحران کا شکار

بیرونی سرمایہ کاروں کے اعتماد کی بحالی کی کوششوں میں مصروف

اور عالمی مالیاتی اداروں کے پروگرام پر انحصار کر رہا ہے۔

ایسے حالات میں بیرونِ ملک روزگار کے مواقع کا بند ہونا ایک سیاسی چیلنج بن سکتا ہے۔

سماجی اثرات

ملک کے لاکھوں خاندان اپنی معاشی بقا کے لیے خلیجی ملازمتوں پر انحصار کرتے ہیں۔

ویزا پابندی آئی ہے تو:

بے روزگاری مزید بڑھے گی

نوجوانوں کا بیرون ملک جانے کا رجحان متاثر ہوگا

معاشی عدم استحکام مزید گہرا ہوگا

یو اے ای کی جانب سے پاکستانیوں کے ویزے بند ہونے کی صورتحال محض ایک سفارتی مسئلہ نہیں بلکہ:

اقتصادی

سماجی

سیاسی

اور بین الاقوامی ساکھ

کا ایک سنگین معاملہ ہے۔ پاکستان کو نہایت سنجیدگی اور مہارت کے ساتھ اس کا حل تلاش کرنا ہوگا۔

اگر پاکستان بروقت اور موثر اقدام نہیں کرتا تو مستقبل میں مزید خلیجی ریاستیں بھی ایسے اقدامات اٹھا سکتی ہیں، جو ملک کی معیشت اور لاکھوں پاکستانیوں کے مستقبل کے لیے شدید نقصان دہ ہوگا۔

Over 190K Followers on social media now shining in print too

پاکستان کی آٹو انڈسٹری کی سرگرمیوں میں اضافہ

کنزیومرواچ رپورٹ

ملک میں گاڑیوں کی اسمبلی کٹس کی درآمدات میں پچھلے سال کے مقابلے میں 123 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے، جس کے باعث مقامی آٹو مارکیٹ میں سرگرمی بڑھ گئی ہے۔

رپورٹ کے مطابق ملک میں نئی اور استعمال شدہ گاڑیوں کے ساتھ ساتھ مقامی اسمبلی کے لیے آٹو پارٹس کی درآمدات میں تیزی دیکھی جا رہی ہے، کیونکہ صارفین دونوں، استعمال شدہ اور مقامی طور پر تیار شدہ گاڑیوں میں دلچسپی ظاہر کر رہے ہیں۔

پاکستان بیورو آف اسٹیٹسٹکس (پی بی ایس) کے مطابق مقامی کار ساز کمپنیوں کی طرف سے گاڑیوں کے اسمبلی کٹس (ایس کے ڈی/سی کے ڈی) کی درآمدات پچھلے سال کے مقابلے میں 123 فیصد بڑھ کر چار ماہ کے دوران 62 کروڑ 80 لاکھ ڈالر تک پہنچ گئی ہیں۔

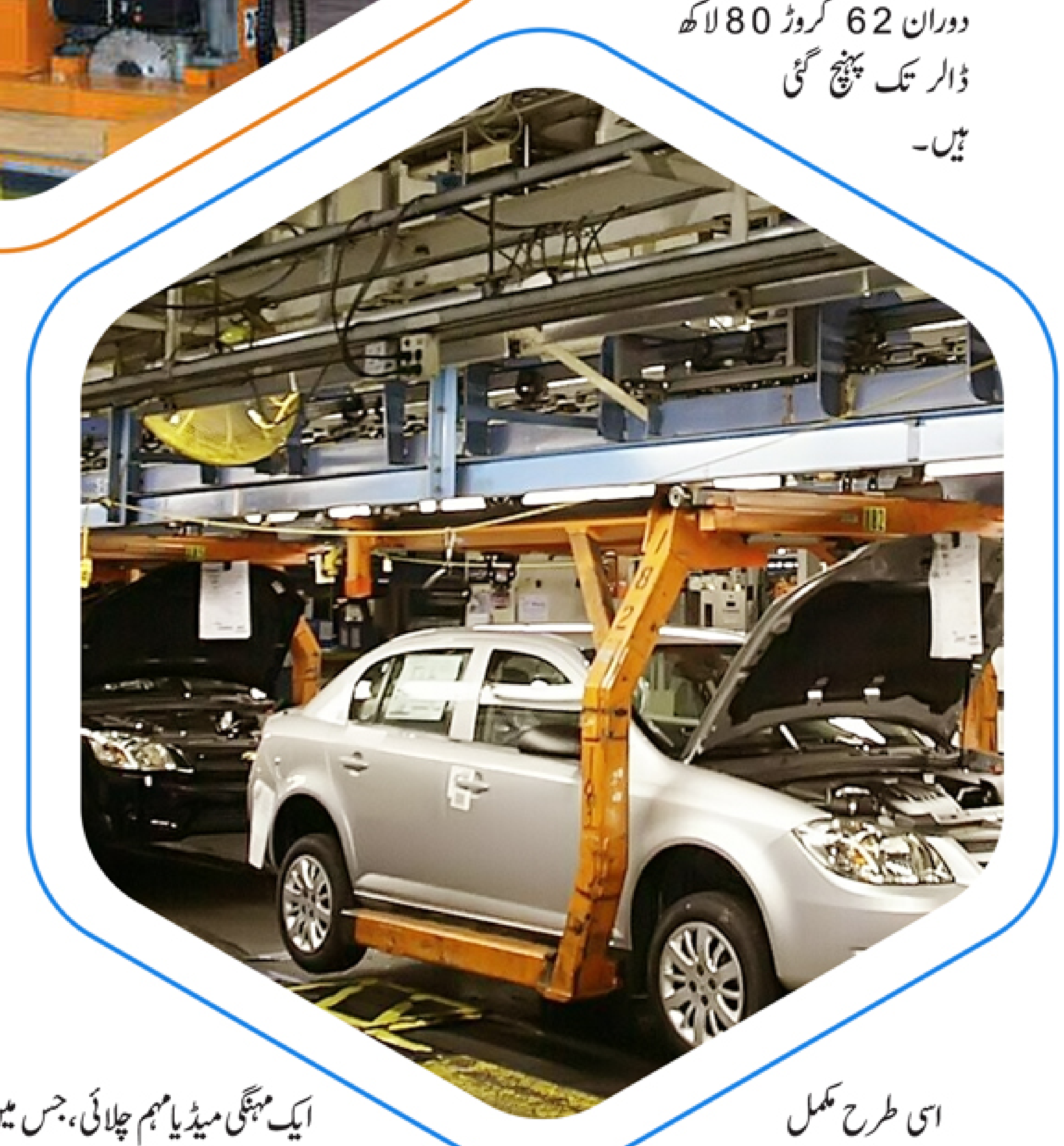

اسی طرح مکمل تیار شدہ (سی بی یو) نئی اور استعمال شدہ گاڑیوں کی درآمدات بھی 31 فیصد بڑھ کر چار ماہ میں 11 کروڑ 30 لاکھ ڈالر ہو گئی ہیں، جو پچھلے سال اسی مدت میں 8 کروڑ 60 لاکھ ڈالر تھیں۔

پاکستان ایسوسی ایشن آف آٹوموٹیو پارٹس اینڈ ایکسیسر یز مینوفیکچررز (پی اے پی اے ایم) نے پاکستان آٹو پارٹس شو (پی اے پی ایس) 2025 کے دوران ایک مہنگی میڈیا مہم چلائی، جس میں خبردار کیا گیا کہ 5 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری، 1 ہزار 200 فیکٹریاں اور 25 لاکھ ملازمتیں استعمال شدہ گاڑیوں کی درآمدات کی وجہ سے ختم ہو جائیں گی۔

گاڑیوں کے نئے حفاظتی معیارات نافذ، آٹو انڈسٹری کے شراکت داروں کا اظہار تشویش

ایسوسی ایشن کا کہنا ہے کہ استعمال شدہ گاڑیوں کی درآمد ایک طرح سے جرم ہے، کیونکہ حوالہ، ہنڈی اور چھپی ہوئی رقم آہستہ آہستہ پاکستان کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔

مقامی کار ساز کمپنیوں نے بھی یہی کہا اور دعویٰ کیا کہ استعمال شدہ گاڑیوں کا مارکیٹ شیئر 25 سے 30 فیصد تک پہنچ گیا ہے، جو چند سال پہلے 10 فیصد سے بھی کم تھا۔

یہ ایک عجیب صورتحال ہے کہ دونوں استعمال شدہ اور مقامی طور پر بنائی گئی گاڑیاں بہت زیادہ پسند کی جا رہی ہیں، یہ بات ان دعووں کے برعکس ہے کہ استعمال شدہ گاڑیوں نے مقامی گاڑیوں کی فروخت کو نقصان پہنچایا ہے۔

مارکیٹ کے ماہرین کے مختلف خیالات ہیں، کچھ کا کہنا ہے کہ مقامی کار ساز کمپنیوں کی طرف سے ایس کے ڈی/سی کے ڈی کی زیادہ درآمد نئے ماڈلز میں کم مقامی پارٹس کی نشاندہی کرتی ہے، جب کہ کچھ کا کہنا ہے کہ پارٹس اور ایکسیسر یز کی بڑھتی ہوئی درآمدات کی وجہ آٹو پالیسی 2021-2026 ہے، جس نے نئے کمپنیوں کو بہت کم مقامی پارٹس کے ساتھ گاڑیاں بنانے کی ترغیب دی، جس سے درآمدات بڑھیں۔

مالی سال 2021 سے چار ماہ تک مالی سال 2026 میں ایس کے ڈی/سی کے ڈی درآمدات کا بل 6 ارب ڈالر تک پہنچ گیا، جب کہ مکمل تیار شدہ گاڑیوں (سی بی یو) کی درآمدات 1 ارب 50 کروڑ ڈالر سے کم ہیں، جاپانی مقامی گاڑیوں میں مقامی پارٹس کی مقدار 35 سے 73 فیصد کے درمیان ہے، جب کہ کوریائی اور چینی ماڈلز میں یہ 10 سے 35 فیصد کے درمیان ہے۔

ایک اسمبلر نے کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ ایس کے ڈی/سی کے ڈی درآمدات ہر گاڑی کے لیے سی بی یو کی درآمدات کے مقابلے میں زیادہ غیر ملکی کرنسی استعمال کرتی ہیں۔

اسمبلر کے مطابق آٹو مارکیٹ طویل مندی کے بعد دوبارہ بہتر ہو رہی ہے اور اب طلب تقریباً معمول کی سطح پر آ گئی ہے۔

مزید یہ کہ پرانے اور نئے کمپنیوں کے نئے ماڈلز صارفین کے لیے زیادہ انتخاب فراہم کر رہے ہیں، جس سے فروخت بڑھ رہی ہے۔

اس کے ساتھ بہت سے نئے داخل ہونے والے الیکٹرک گاڑیاں بھی سی بی یو کے طور پر کم ٹیکس پر پیش کر رہے ہیں، جس کے ساتھ زیادہ استعمال شدہ گاڑیوں کی درآمدات نے مجموعی فروخت کو مزید بڑھا دیا ہے، تمام کار ساز کمپنیوں نے مارکیٹ شیئر حاصل کرنے کے لیے سخت محنت شروع کر دی ہے۔

کم سود کی شرح کی وجہ سے چھوٹی، مقامی بنائی گئی اور استعمال شدہ گاڑیوں کے لیزنگ میں اضافہ بھی صارفین کے اعتماد کو بڑھا رہا ہے۔

پاکستان ورلڈ اکنامک فورم کی عالمی اسٹیئرنگ کمیٹی میں شامل

اسلام آباد (کنزیومرواچ نیوز) پاکستان کی ورلڈ اکنامک فورم میں شمولیت ہوگئی ہے جو کہ کرپٹو اور ڈیجیٹل معیشت میں اہم پیشرفت ہے۔تفصیلات کے مطابق پاکستانی وزیرمملکت برائے کرپٹو اور بلاک چین بلال بن ثاقب ورلڈ اکنامک فورم کی عالمی اسٹیئرنگ کمیٹی کے رکن منتخب ہوگئے ہیں۔ورلڈ اکنامک فورم کی ڈیجیٹل اثاثہ جات کمیٹی میں بلال بن ثاقب کی شمولیت پاکستان کے لیے اعزاز کا باعث ہے۔یہ کمیٹی وہ عالمی فورم ہے جو کرپٹو اور بلاک چین ریگولیشن پر پالیسی اور قوانین تیار کرتا ہے۔پاکستان کی بڑھتی ہوئی عالمی ساکھ کا بین الاقوامی سطح پر اعتراف کیا جارہا ہے جبکہ عالمی فورمز پر پاکستان کی ڈیجیٹل فنانس پالیسی نمایاں ہے۔پاکستان اب ڈیجیٹل ایسٹ ریگولیشن کے عالمی ڈائیلاگ کا فعال حصہ ہے۔پاکستان عالمی ڈیجیٹل معیشت اور جدید ٹیکنالوجی میں ترقی کی راہ ہموار کررہا ہے۔

ٹیکسٹائل و کاٹن انڈسٹری تاریخ کے بدترین معاشی بحران سے دوچار

کراچی: (کنزیومرواچ نیوز) چیئرمین کاٹن جنرز فورم احسان الحق نے بتایا کہ کاٹن پراڈکٹس کی درآمدات پر دیگر ممالک کی نسبت کم ٹیکسوں کی کم شرح عائد ہے جبکہ مقامی سطح پر حریف ممالک کی نسبت صنعتوں کیلیے زائد پاور اینڈ گیس ٹیرف کے علاوہ ٹیکسوں کی بھرمار نے پاکستانی ٹیکسٹائل و کاٹن انڈسٹری کو تاریخ کے بدترین معاشی بحران سے دوچار کردیا ہے۔چین سمیت دیگر ممالک سے پاکستان میں ماہوار لاکھوں کلوگرام سوتی دھاگے کی درآمدات میں انڈر انوائسنگ کے رجحان اور ڈیمانڈ بڑھنے کی اطلاعات کے بعد چین کے سوتی دھاگے کے ایک بڑے برآمد کنندہ نے مقامی ٹیکسٹائل ملوں اور ٹریڈرز کو سوتی دھاگے کی فروخت کیلیے فیصل آباد سوتر منڈی میں دفتر قائم کردیے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ بڑے گروپوں کی صنعتوں سمیت سیکڑوں ٹیکسٹائل ملیں اور جننگ فیکٹریاں غیر فعال ہوگئی ہیں۔ان عوامل کے سبب برآمدات میں تسلسل سے کمی اور درآمدات بڑھنے سے تجارتی اور جاری کھاتہ خسارہ بڑھ گیا ہے،احسان الحق نے بتایا کہ ملک میں سوتی دھاگے کی درآمدی سرگرمیوں میں غیرمعمولی اضافے کے باعث ٹیکسٹائل اسپننگ ملوں کے بڑی تعداد غیر فعال ہوگئی ہیں۔اس صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے اپٹما کی جانب سے کی جانے والی باقاعدہ تحقیق کی گئی جس میں اس امر کی نشاندہی ہوئی کہ بیرون ملک سے درآمد ہونیوالا سوتی دھاگے کو اصل قیمت سے کافی کم قیمت ظاہر کرکے کلیئرنس حاصل کی جارہی ہے۔انھوں نے بتایا کہ کچھ عرصہ قبل اپٹما کی جانب سے ایف بی آر کوارسال کردہ ایک خط میں انکشاف کیا گیا ہے کہ بعض ٹریڈرز 3.42 ڈالر سے 4.14 ڈالر فی کلوگرام ویلیو کے حامل درآمدی سوتی دھاگے کی محصولات کے لیے 2.25 ڈالر سے 3.80 ڈالر فی کلوگرام پر ایسسمنٹ کروارہے ہیں۔جو مقامی اسپننگ انڈسٹری کی زوال پذیری کا باعث بن ہے۔انھوں نے بتایا کہ اپٹما کی جانب سے ایف بی آر کو بھیجے گئے خط میں مطالبہ کیا گیا ہے اس معاملے کی تحقیقات کی جائے تاکہ مقامی کاٹن انڈسٹری ناصرف فعال بلکہ مسابقت کے قابل ہوسکے۔انہوں نے بتایا کہ پاکستان کے مقابلے میں چین کا سوتی دھاگہ سستا ہونے سے پاکستان میں چینی سوتی دھاگے کی درآمدات میں غیرمعمولی اضافے کو دیکھتے ہوئے چائنیز سوتی دھاگہ برآمد کرنے والی ایک بڑی فرم نے فیصل آباد سوتر منڈی میں اپنا ایک دفتر قائم کردیا ہے جو مستقبل میں سستی لاگت پر سوتی دھاگے کی مقامی کھپت میں مزید اضافے کا باعث بنے گی۔لہذا ان زمینی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پاکستان کو چاہیئے کہ وہ ٹیکسٹائل ملوں سمیت پوری کاٹن انڈسٹری کیلیے پاور گیس ٹیرف میں مطلوبہ کمی بجلی و گیس کے ساتھ اس انڈسٹری پر عائد ٹیکسوں کی شرح بھی کم کرے۔

تجارت کا بحران بدستور برقرار صرف ٹیرف پالیسی کافی نہیں

کراچی (کنزیومرواچ نیوز) گزشتہ چند ہفتوں کے دوران 2 اہم پیش رفتوں نے تجارتی پالیسی سازوں کو درپیش مشکلات کو نمایاں کردیا ہے۔اول بڑھتا ہوا تجارتی خسارہ پہلے سے کمزور بیرونی کھاتوں پر مزید دباؤ ڈال رہا ہے جس کی بنیادی وجہ درآمدات میں اضافہ اور برآمدات کی شرحِ نمو میں کمی ہے۔مالی سال 2026 کے ابتدائی 4 ماہ میں برآمدات گزشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں 4 فیصد کم رہیں، جبکہ درآمدات میں 16 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔چونکہ معیشت کی بحالی کے حالیہ منصوبوں میں برآمدات کے فروغ پر خاص زور دیا جارہا ہے، اس لیے برآمدات میں یہ کمی متعلقہ حلقوں کے لیے باعث تشویش ہے۔ تجارتی خسارے کے باعث جاری کھاتوں (کرنٹ اکاونٹ) کا خسارہ بھی بڑھ کر پہلے چار ماہ میں 733 ملین ڈالر تک پہنچ گیا، جو گزشتہ مالی سال کی اسی مدت میں 206 ملین ڈالر تھا۔دوسری اہم پیش رفت یہ ہے کہ حقیقی موثر شرح تبادلہ (REER) اکتوبر 2025 میں بڑھ کر 103.95 ہوگئی، جبکہ ستمبر میں یہ نظرثانی کے بعد 101.70 تھی۔ادھر امریکی ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر تقریباً 280 کے آس پاس مستحکم رہی۔اس رجحان نے اس بحث کو پھر سے زندہ کر دیا ہے کہ آیا پاکستان دوبارہ بیرونی شعبے کے بحران کی طرف بڑھ رہا ہے یا نہیں۔موجودہ صورتحال کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ 2022 میں عائد کی گئی درآمدی پابندیوں کا جائزہ لیا جائے، جب پاکستان ادائیگیوں کے توازن کے شدید بحران کا شکار تھا۔مالی سال 2022 میں پاکستان نے 80 ارب ڈالر سے زائد کی درآمدات کیں، جبکہ برآمدات محض 31 ارب ڈالر تھیں، جس سے 49 ارب ڈالر کا بھاری تجارتی خسارہ پیدا ہوا۔اس بحران کی چند بنیادی وجوہات پر روشنی ڈالنا ضروری ہے۔سب سے پہلے، درآمدات کی نوعیت اہم کردار ادا کرتی ہے۔2022 کے بعد کے دور میں ایندھن سے متعلق مصنوعات تجارتی خسارے کا بڑا سبب بنیں۔پاکستان میں ایندھن کی درآمدات مجموعی درآمدات کا 25 فیصد سے زیادہ ہیں، جبکہ کئی مشرقی ایشیائی ممالک میں یہ شرح 10 فیصد سے بھی کم ہے۔اس کے برعکس ان ممالک کی درآمدات زیادہ تر ٹیکنالوجی سے وابستہ مصنوعات پر مشتمل ہوتی ہیں جو پیداواری صلاحیت بڑھاتی ہیں اور انسانی وسائل کی ترقی میں مدد دیتی ہیں۔جبکہ پاکستان کی درآمدی ٹوکری میں ایسے پیداواری اور تکنیکی مال کی کمی نظر آتی ہے۔دوسری اہم وجہ یہ ہے کہ جون 2022 میں درآمدات کو کم کرنے کے لیے مختلف پابندیاں عائد کی گئیں۔اگرچہ سال کے اختتام تک ان میں سے کئی پابندیاں ختم کر دی گئیں لیکن ان کے منفی اثرات صنعت اور تجارت پر دیرپا رہے۔معاشی مشاورتی گروپ (EAG) کی رپورٹس کے مطابق پاکستان نے درآمدات کم کرنے کے لیے نہ صرف مختلف آلات استعمال کیے بلکہ دیگر ممالک کی نسبت زیادہ سخت اقدامات کیے، جن کا نتیجہ کمزور معاشی ترقی اور موجودہ اقتصادی مسائل کی صورت میں نکلا۔کرنسی کی قدر کو مصنوعی طور پر مستحکم رکھنے کے لیے ڈالر کی خریداری پر پابندیاں قیاس آرائیوں کو جنم دیتی ہیں۔چونکہ پاکستان کے پاس ماضی میں بھی زرِمبادلہ کے محدود ذخائر رہے ہیں، اس لیے ایسے اقدامات تجارت کو غیر مستحکم بنا دیتے ہیں۔خلاصہ یہ ہے کہ حکومت کو چاہیے کہ وہ پاکستان کے بین الاقوامی تجارتی روابط کو بہتر بنانے کے لیے جامع اقدامات کرے۔یہ اقدامات صرف قومی ٹیرف پالیسی 2025-2030 تک محدود نہ ہوں بلکہ غیر ٹیرف رکاوٹوں اور کاروباری اصلاحات کو بھی شامل کیا جائے۔چونکہ پاکستان خطے اور دنیا میں تجارتی کھلے پن کے حوالے سے کم ترین سطح پر ہے، اس لیے نہ صرف پاکستانی صنعتکار عالمی منڈیوں تک رسائی سے محروم ہیں بلکہ صارفین کو بھی معیاری اور متنوع مصنوعات میسر نہیں آرہیں۔اس صورتحال کا براہ راست اثر قیمتوں اور معیار پر پڑتا ہے۔

صرف ٹیرف پالیسی کافی نہیں، ضروری ہے کہ ایسی پالیسیاں اپنائی جائیں جو بین الاقوامی تجارت کو محدود کرنے کے بجائے اس کے فروغ کا باعث بنیں۔

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

ایڈیٹر: نشید آفاقی

صارفین سے سرکار تک

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH PAKISTAN

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی فون نمبر: 021-34528802-3